تعمیر حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

علم کا اصلی پھل

میں نے دیکھا ہے کہ فقہ اور سماع حدیث میں انہماک و مشغولیت قلب میں صلاحیت پیدا کرنے کے لئے کافی نہیں؛ اس کی تدبیر یہی ہے کہ اس کے ساتھ موثر واقعات اور سلف صالحین کے حالات کا مطالعہ بھی شامل کیا جائے، حرام و حلال کا خالی علم قلب میں رقت پیدا کرنے کے لئے کچھ زیادہ سود مند نہیں، قلوب میں رقت پیدا ہوتی ہے موثر احادیث و حکایات سے اور سلف صالحین کے حالات سے، اس لئے کہ ان نقول و روایات کا جو مقصود ہے وہ ان کو حاصل تھا، احکام پر ان کا عمل شکلی اور ظاہری نہ تھا بلکہ ان کا اصلی ذوق اور لب لباب حاصل تھا، اور یہ جو میں تم سے کہہ رہا ہوں وہ عملی تجربہ اور خود آزمائش کرنے کے بعد ہے، میں نے دیکھا ہے عموماً محدثین اور طلبۂ فنِ حدیث کی ساری توجہ اونچی سندِ حدیث اور کثرتِ مرویات کی طرف ہوتی ہے، اسی طرح عام فقہاء کی تمام تر توجہ جدلیات اور حریف کو زیر کرنے والے علم کی طرف ہوتی ہے، بھلا ان چیزوں کے ساتھ قلب میں کیا گداز اور رقت پیدا ہو سکتی ہے، سلف کی ایک جماعت کسی نیک اور بزرگ شخص سے محض اس کے طور طریقہ کو دیکھنے کے لئے ملنے جاتی تھی، علم کے استفادہ کے لئے نہیں، اس لئے کہ یہ طور و طریقہ اس کے علم کا اصلی پھل تھا، اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ لو اور فقہ و حدیث کی تحصیل میں سلف صالحین اور زہادِ امت کی سیرت کا مطالعہ ضرور شامل کرو تاکہ اس سے تمہارے دل میں رقت پیدا ہو۔

علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

(از: تاریخ دعوت و عزیمت ج ۱ ص ۲۴۶ بحوالہ صید الخاطر ج ۲ ص ۳۰۴)

فی شمارہ ۶/روپے

سالانہ ۱۳۰/روپے

۱۰/اپریل ۲۰۰۱ء

Regd. No.LW/ NP/ 63

Fax No. : (0522)330020

FORTNIGTLY

N.R.I.No- UPURD 03615/24/1/2000-Tc

Guest Haous : 323864

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA. LUCKNOW-226007 (India) Rs.6/- Vol.I No.1

هوالشافی

روز آنہ سپر جاپانی کمپیوٹر

کے ذریعے آنکھوں کی جانچ، پاور و دھوپ

کے فینسی چشموں کا ایک خاص مرکز

ایک بار خدمت کا موقع دیں

AUTO REFRCCTO METER AR-660

فوٹو کرامک ☆ کوٹیڈ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزی لینس

فینسی پاور و دھوپ کے چشموں کا وسیع اسٹاک موجود ہے

چشمہ گھر

مہاجنی ٹولہ ڈاکخانہ روڈ، سرائے میر اعظم گڑھ

آپٹیشن ایچ۔ رحمن

☎ 60082

Ph.No 260433 - 242946

آپ کی خدمت میں جدید دلکش سونے چاندی کے

زیورات کے لئے

ہمارا نیا شوروم

گھنہ پیلس

حاجی عبدالروف خاں، حاجی محمد فہیم خاں محمد معروف خاں

ایک منارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

کبدون

جگر اور پتہ کی خرابیوں کو دور کرنے والا

بے نظیر سیرپ

• پیلیا، جگر اور

• پتہ کے ورم، کمزوری، درد اور

• پتھری کا بے نظیر سیرپ

HASANI PHARMACY

117/41 . Gwyno Road,

Lucknow - 226018, Ph. 202677

حسنی فارمیسی کی ایجنسی کے لئے رابطہ قائم کریں

کیپ کے اوپر AFZALS اور MAU CITY دیکھ کر خریدیئے

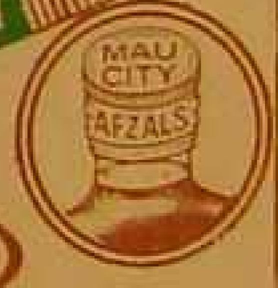

مئو کا بنا

درد۔ زخم۔ چوٹ

کٹنے۔ جلنے کی

مشہور دوا

نورانی تیل

انڈین کیمیکل کمپنی، مئو ناتھ بھنجن (یو۔ پی)

چشمہ ساگر

جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے

AUTO REFRCCTO METER AR-860

فوٹو کرامک ☆ کوٹیڈ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزی لینس

فینسی پاور و دھوپ کے چشموں کا خاص مقام

ایک بار خدمت کا موقع دیں

آپٹیشن اے۔ رحمن (علیگ)

شنکر جی کی مورتی کے نزدیک معترگنج، اعظم گڑھ

Printed And Published by *Athar Husain* on behalf of Majlis Sahafat- Wa- Nashriat, Nadwatul Ulama at Parekh offset Press, Tagore Marg, Lucknow - U. P.

Editor : *Shamsul Haq Nadwi*

شرم کی باتیں بیان کرنی ہوں تو آپ لطیف اشارہ سے کام لیتے

تحریر:- شیخ عبد الفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ، ترجمہ:- شمس الحق ندوی

تسلسل کے لئے ۲۵ر نومبر ۲۰۰۰ء کا شمارہ ملاحظہ فرمائیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی جب صحابۂ کرامؓ کو ایسی بات بتانا چاہتے جس کو کھول کر بیان کرنے میں شرم محسوس ہو تو پہلے بہت لطیف اشارہ وکنایہ سے کام لیتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" میں تمہارے لئے باپ کی طرح ہوں جس طرح باپ اپنے لڑکے کو سکھاتا ہے، میں اسی طرح تم کو تعلیم دیتا ہوں (دیکھو) جب قضائے حاجت[1] کو جایا کرو تو اس حالت میں نہ منہ قبلہ کی طرف کیا کرو نہ پیٹھ کیا کرو۔ اور استنجاء پاک کرنے میں تین پتھر استعمال کیا کرو آپؐ نے گوبر یا مینگنی، بوسیدہ ہڈی سے استنجاء پاک کرنے سے منع فرمایا ہے (ابوداؤد۔ ابن ماجہ وغیرہ)

شرم کی باتوں میں آپ کا صرف بیان کر دینے اور اشارہ پر اکتفا کرنا:

شرم کی باتوں کو بتانے میں آپؐ کبھی صاف مسئلہ بیان کر دینے اور اشارہ کر دینے پر اکتفا فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے "کہ اسماء بنت شکلؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے بعد غسل کے بارے میں سوال کیا؟ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے جس کو (مدت حیض کے ختم پر) غسل کرنا ہو پانی اور سدرہ[2] لیکر پاکی حاصل کرے اور اچھی طرح (مل کر) حاصل کرے پھر اس پر پانی ڈالے اور خوب ملے کہ بالوں کی جڑ تک پانی پہنچ جائے پھر اس پر پانی انڈیلے پھر خوشبو لگا ہوا روئی کا ٹکڑا لے اور اس سے صاف کرے

حضرت اسماءؓ نے فرمایا اس سے کس طرح پاکی حاصل کرے گی؟ آپؐ نے بتایا کہ (صراحت نہ فرماکر) سبحان اللہ، سبحان اللہ فرمایا: اور فرمایا کہ اس سے پاکی حاصل کرے۔

حضرت عائشہؓ نے آہستہ سے ان سے فرمایا خون نکلنے کی جگہ کو صاف کرو۔

ان خاتون نے غسل جنابت کے بارے میں سوال کیا؟ پانی لے اور اچھی طرح پاکی حاصل کرے یا خوب صاف کرے پھر اس کے اوپر پانی بہائے، اور خوب ملے، کہ بالوں کی جڑ تک پانی پہونچ جائے۔ اور اس کے اوپر پانی انڈیلے۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا انصاری عورتیں کتنی اچھی ہیں کہ دینی باتوں کو معلوم کرنے میں شرماتی نہیں ہیں۔

حدیث بالا سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ تعجب کے وقت معلم کا سبحان اللہ کہنا، (جس کا مفہوم یہ ہے کہ اتنی موٹی بات سمجھ میں نہیں آئی)

۲۔ شرم گاہ سے متعلق مسائل میں اشارہ اور کنایہ سے کام لینا۔

۳۔ عورت کا عالم سے ایسی باتوں کا معلوم کرنا جو ضروری ہوں۔

۴۔ بے حیائی پیدا کرنے والی باتوں کے موقع پر اشارہ اور کنایہ سے کام لینا۔

۵۔ سوال کرنے والے کو سمجھانے کیلئے جواب کا دہرانا۔ پوچھنے والی خاتون نے جب پہلی بار منہ پھیر کر جواب دینے سے نہیں سمجھا تو آپ نے دوبارہ سمجھایا اس لئے کہ عورتوں سے اس طرح آمنے سامنے بات کرنے میں حیا معلوم ہوتی ہے، لہٰذا آپ نے رخ پھیر کر جواب دیتے ہوئے گویا اصل جگہ کی طرف اشارہ کر دیا جس کو حضرت عائشہؓ سمجھ گئیں اور پوچھنے والی کو سمجھانے کی ذمہ داری لی اور چپکے سے ان کو بتا دیا۔

۶۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عالم کی موجودگی ہی میں جس نے بات کو سمجھ لیا ہے جب یہ اندازہ ہو کہ عالم اس سے خوش ہوں گے تو وہ سائل کو سمجھا دے جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے حضورؐ کی موجودگی ہی میں ان خاتون کو چپکے سے سمجھا دیا۔

۷۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جن سے مسئلہ پوچھا گیا ہے ان کے ہوتے ہوئے دوسرا سمجھا دے جیسے حضرت عائشہؓ نے حضورؐ کے ہوتے ہوئے سمجھایا۔

۸۔ بات کا ٹھیک سے بیان کر دینا اور اس سائل کے سمجھنے کو بھانپ جانا چاہے وہ ہاں نہ کہے۔

(باقی ص ۳۰ پر)

---

[1] آپنے استنجا کیلئے غائط کا لفظ استعمال فرمایا ہے جس کے معنی آبادی کے دور ویرانہ کی نشیبی زمین کے ہیں لوگوں سے پردہ کی غرض سے آدمی دور نشیبی جگہ قضاء حاجت کیلئے بیٹھتا ہے اس لئے آپنے بطور اشارہ غائط کا لفظ استعمال فرمایا۔

[2] سدرہ وہاں ایک پودہ کا پتہ ہوتا ہے جو میل نکالنے اور بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانے میں معاون ہوتا ہے۔

پندرہ روزہ
تعمیر حیات
لکھنؤ
مجلس صحافت ونشریات دارالعلوم ندوۃ العلماء

جلد نمبر ۳۸ | ۱۰ر اپریل ۲۰۰۱ء | مطابق | ۱۵ر محرم الحرام ۱۴۲۲ھ | شمارہ نمبر (۱۱)

نگران اعلیٰ
مولانا ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی
معتمد تعلیمات دارالعلوم ندوۃ العلماء
مدیر اعلیٰ
شمس الحق ندوی
مدیر معاون
سید محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی
مولانا عبد اللہ حسنی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زر تعاون

سالانہ ---=/۱۳۰ روپے
فی شمارہ ---------=/۶ روپے
بیرونی ممالک فضائی ڈاک
ایشیائی، یورپی، افریقی وامریکی ممالک ...... ۳۰ ڈالر
بیرونی ممالک بحری ڈاک
بحری ڈاک جملہ ...... ۱۵ ڈالر
☆☆☆

نیچے بنے دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین وادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ =/130 روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں
منیجر

گذارش

خط وکتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام وپتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے
(منیجر)

خط وکتابت کا پتہ

منیجر تعمیر حیات پوسٹ باکس نمبر ۹۳ ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۲۲۶۰۰۷) یوپی
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت ونشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔

پرنٹر پبلیشر اطہر حسین نے پاریکھ آفسٹ میں طبع کراکے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

حامد خوشنویس۔ کمپیوٹر سیکشن مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ

اس شمارے میں

۱	درس حدیث	شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ	۲
۲	پرانی دنیا کا نیا سال (اداریہ)	ح ۔ ع ۔ ن	۵
۳	میرے مطالعہ قرآن کی سرگذشت	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ	۷
۴	تصنیفات حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۱۰
۵	احتساب اور اکتساب	مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی	۱۳
۶	اسلامی ملکوں کی مشترکہ منڈی	مولانا نذر الحفیظ ندوی	۱۵
۷	میرے علی بھائی	پروفیسر عطیہ خلیل عرب	۱۸
۸	نور یقین (نظم)	علامہ اقبال	۱۹
۹	مضراب اور خار و گل	ع ۔ ح ۔ ن ۔	۲۰
۱۰	مفکر اسلام کی علمی خدمات پر مجلس مذاکرہ	حسین امین	۲۲
۱۱	عالمی خبریں	معید اشرف ندوی	۲۴
۱۲	شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے	مولانا نذر الحفیظ ندوی	۲۵
۱۳	سوال و جواب	محمد طارق ندوی	۲۶
۱۴	بنگلور اور میسور کا ایک دعوتی سفر	نمائندہ تعمیر حیات	۲۷
۱۵	مطالعہ کی میز پر	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۲۹
۱۶	آدمی کا مقام (نظم)	عبدالقیوم فرقت لکھنوی	۳۰

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔
۲۔ فی کاپی Rs. 15/= کے حساب سے زر ضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ Rs. 30/=
۲۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ Rs. 40/=
۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔
۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔
۵۔ انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم سنٹی میٹر =/۸۵

بیرون ملک نمائندے

مدینہ منورہ	Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb. P.O. Box No. 842, Madina Munawwara (K.S.A.)
برطانیہ	Mr. M. AKRAM NADWI O.C.I.S., St. Cross College, Oxford Ox1 3TU-U.K.
ساؤتھ افریقہ	Mr. M. YAHYA SALLO NADWI Sb. P.O. Box 388, Vereeniging, (S. Africa)
قطر	Mr. ABDUL HAI NADWI Sb. P.O. Box No. 10894, DOHA-QATAR
دبئی	Mr. QARI ABDUL HAMEED NADWI Sb. P.O. Box No. 12525, DUBAI (U.A.E.) P.H. No: — 3970927
پاکستان	Mr. ATAULLAH Sb. Sector A-50, Near sau Quater H. No. 109, Town Ship Kaurangi, KARACHI-31 (Pakistan)
امریکہ	Dr. A. M. SIDDQUI Sb. 98-Conklin Ave. Woodmere NEW YORK 11598 (U.S.A.)

Website: nadwatululama.org
E-mail Address: nadwa@sancharnet.in

الافتتاحیہ

ح ۔ ع ۔ ن

پرانی دنیا کا نیا سال

آج سے ٹھیک چودہ سو اکیس سال پہلے مکہ مکرمہ سے ایک قافلہ نکلا تھا ایک میر قافلہ تھے۔ اللہ کا ان پر درود و سلام ہو ایک ان کے رفیق و جاں نثار ہمسفر تھے۔ اللہ ان سے راضی رہے اور ان کو اپنے درجات قرب سے راضی رکھے۔ تیسرے ایک خدمت گذار غلام لقب آقا نصیب تھے اللہ تعالیٰ ان سے راضی رہے۔ نہ کوئی زادِ سفر تھا نہ بوریا بستر، نہ کھانے پینے کا کوئی دانہ وقطرہ موجود تھا۔ چلے تھے یوں کہ مالک کا حکم یہی تھا۔ گھر کے باہر دشمنوں کا جگھٹا۔ راستہ پہاڑیوں کا۔ ایک پہاڑ کے بعد دوسرا پہاڑ۔ ایک وادی کے بعد دوسری وادی۔ راستہ خطروں سے بھرا ہوا امن و امان مفقود، ہر قدم پر خوف و دہشت کے اسباب موجود، رہبر سفر تھے رہبر انسانیت، فخر بشریت، آبروئے آدم و آدمیت محمد ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رفیق سفر تھے انبیاء کے بعد جن کی سب سے بڑی شخصیت یعنی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ اور جن کا لقب غلام تھا، لیکن وہ سب کے آقا تھے، کیوں کہ رسولؐ اور خلیفۂ رسولؐ کے خدمت گذار تھے، ان کا نام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھا۔ یہ قافلہ جو اس وقت چلا تھا آج بھی چل رہا ہے، اور جس طرح خطرات اس وقت درپیش تھے اسی طرح خطرات آج بھی اس قافلہ کے پیچھے چلنے والوں کو اور ان کے ماننے والوں کو درپیش ہیں، جس طرح اس وقت دشمنوں کی یورش تھی وہ آج بھی موجود ہے۔ مگر یہ قافلہ صرف جاندار ہی نہیں بلکہ جاں بخش بھی تھا۔ وہ آگ لگانے نہیں آگ بجھانے اٹھا تھا۔ وہ انسان کو زمین پر انسان بن کر چلنا سکھلانے کا پیغام اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ وہ غلام و آقا کو انسان ہونے کی حیثیت سے یکساں سمجھتا تھا۔ اس قافلہ کے رہبر صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو ایک مرے سڑے جانور سے زیادہ حقیر سمجھتے تھے، ایک مرتبہ ارشاد فرمایا۔

"وقال: (یؤتی بالدنیا یوم القیامۃ فی صورۃ عجوز شمطاء زرقاء أنیابھا، مشوہ خلقتھا)

اور فرمایا کہ قیامت کے دن دنیا سامنے لائی جائے گی بڑے بڑے نیلے ڈراؤنے دانتوں والی مسخ شدہ چڑیل شکل کی بڑھیا ہوگی ـــ مطلب یہ ہے کہ نہایت ہی کریہہ بدنظر ڈراؤنی شکل والی بڈھی عورت کی شکل میں دنیا پیش کی جائے گی، بقول حضرت سعدیؒ کے "عروس ہزار داماد" پرانی دنیا جو کسی کی وفادار نہیں رہی، کہا جاتا ہے کہ بیزنطینی حکومت چھ ہزار برس رہی اور ساسانی شہنشاہیت کا تین ہزار برس تک سکہ چلتا رہا۔ اور اسی طرح رومی پایہ تخت کے کھنڈر آج بھی بتا رہے ہیں کہ دنیا کئی ہزار سال تک ان کو چلاتی رہی پھر سب کے منھ موڑ لیا۔ عرب آئے، عجم آئے، ترک آئے۔ اور سب اپنی اپنی مدت پوری کرکے زمین دوز ہوگئے۔ اور یہ بڑھیا سب کو چبا بیٹھی۔ اسی پرانی دنیا کا نیا سال شروع ہوا۔ کچھ عرصے کے بعد یہ بھی تاریخ کا جزو بن جائے گا جس طرح پچھلی صدیوں کے لوگ پچھلی صدی کے عباقرہ اپنی اپنی جھلک دکھا کر تاریخ کا قصہ بن گئے۔

ثُمَّ أَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَّسُولُهَا كَذَّبُوهُ فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُم بَعْضًا وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ

(المؤمنون ۴۲-۴۴)

پھر ان (عاد و ثمود) کے ہلاک ہونے کے بعد ہم نے اور امتوں کو پیدا کیا۔ کوئی امت (ان امتوں میں سے) اپنی مدت معینہ سے (ہلاک ہونے میں) نہ پیش دستی کر سکتی تھی اور نہ (اس مدت سے) وہ لوگ پیچھے ہٹ سکتے تھے پھر (ان کے پاس) ہم نے اپنے پیغمبروں کو یکے بعد دیگرے بھیجا۔ جب کسی امت کے پاس اس امت کا (خاص) رسول آیا۔ انھوں نے اس کو جھٹلایا سو ہم نے (بھی ہلاک کرنے میں) ایک کے بعد ایک کا نمبر لگا دیا۔ اور ہم نے ان کی کہانیاں بنا دیں، سو خدا کی مار ان لوگوں پر جو (انبیاء کے سمجھانے پر بھی) ایمان نہ لاتے تھے۔

غرض دنیا کا قافلہ رواں دواں پہلے بھی تھا۔ اور آج بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گا تاریخ کا دھارا چلتا رہے گا، جو چیز اس کو چھو گئی پرانی ہو گئی۔ اور اسلام انہی آندھیوں جھکڑوں، اور طوفانوں کی گود میں پلا ہے پلتا رہے گا۔ بڑھتا رہے گا۔ اور زمین و آسمان کی وسعتوں پر چھاتا رہے گا۔ خواہ کسی کو یہ پسند آئے یا ناپسند ہو۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامِ ۔ لہٰذا اللہ کا پیدا کردہ نظام کبھی فنا نہیں ہو سکتا۔

قاضی سوار بن عبداللہ کا بے لاگ فیصلہ

منصور ہی کے عہد کے ایک اور قاضی سوار بن عبداللہ بھی تھے، ان کی حد درجہ جرأت و دلیری اور انصاف پسندی کا ایک واقعہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے جو علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے بیان کیا ہے۔ علامہ سیوطیؒ تحریر فرماتے ہیں۔ عبداللہ بن صالح سے مروی ہے کہ منصور نے بصرہ کے قاضی سوار بن عبداللہ کو لکھا کہ فلاں زمین کا مقدمہ جس میں فلاں اور فلاں فوجی افسر جھگڑ رہے ہیں۔ وہ زمین فوجی افسر کو دلوایئے۔ قاضی نے لکھا کہ میرے نزدیک یہ ثابت ہوا ہے کہ وہ زمین تاجر کی ہے۔ اس لئے جب تک اس ______ کے برخلاف کوئی گواہ نہ ہو میں اس سے کیسے چھین سکتا ہوں۔ منصور نے پھر لکھا کہ وہ زمین ضرور اس فوجی افسر کو دلوایئے۔ قاضی نے جواب میں لکھا کہ خدا میں کسی طرح اسے تاجر سے نہیں لے سکتا۔ جب یہ جواب منصور کے پاس پہونچا تو کہنے لگا۔

خدا میں نے زمین کو عدل سے بھر دیا، حتیٰ کہ میرے قاضی بھی مجھ سے حق بات میں اختلاف کرتے ہیں۔

فریگرینس آف ایسٹ

بانی: حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء کا سہ ماہی

انگریزی مجلہ The Fragrance of East

"فریگرینس آف ایسٹ"

الحمد للہ پابندی سے شائع ہو رہا ہے۔

اہل قلم حضرات سے تعاون کی اپیل ہے۔ اپنے مضامین ایڈیٹر فریگرینس کو بھیجنے کی زحمت فرمائیں اور اس مجلہ کو زیادہ سے زیادہ اہل علم حضرات تک پہونچائیں

جن حضرات کی مدت خریداری ختم ہو گئی ہے وہ اپنی رقم روانہ کریں۔

سالانہ زر تعاون مبلغ ایک سو روپئے Rs:100/-

پتہ:

دفتر فریگرینس آف ایسٹ، دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء، ٹیگور مارگ لکھنؤ ۲۲۶۰۰۷

اعلان

قارئین تعمیر حیات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اب دفتر تعمیر حیات میں فون کا کنکشن مل گیا ہے دفتر کے اوقات ½۸ تا ½۱۲ بجے فون سے تعمیر حیات سے متعلق رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ مگر اپنا خریداری نمبر نام و ضلع ضرور بتائیں فون:

Office Ph. No-787250

میرے مطالعۂ قرآن کی سرگذشت

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

میں نے بچپن میں ناظرہ قرآن مجید اسی طرح پڑھا جیسے مسلمان گھرانوں میں اب تک دستور رہا ہے، قرآن مجید پختہ ہو جانے کے بعد اس کی تلاوت کرتا تھا، لیکن باوجود بزرگوں کی تاکید کے کبھی اس کی پابندی نہیں کر سکا، جب میری عربی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور کچھ عربی کی شُدبُد ہوئی تو قرآن مجید کی آیتیں کچھ کچھ سمجھنے لگا، میرے استاذ شیخ خلیل بن محمد عرب قرآن مجید کا بڑا پاکیزہ ذوق رکھتے تھے اُن کو اس کا بڑا شغف تھا اس زمانہ میں وہ اکثر ہماری مسجد میں صبح کی نماز پڑھاتے تھے، ان کا نسبی تعلق عرب کے اس قبیلے سے تھا جس کے متعلق حدیث میں آتا ہے اتاکم اھل الیمن ارق افئدۃ والین قلوبا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو رقت اور اثر پذیری کی دولت سے حصہ وافر عطا فرمایا تھا، قرآن مجید پڑھتے تھے تو قابو میں نہیں رہتے، آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے تھے آواز گلوگیر ہو جاتی تھی، ان کے اندر درد کوٹ کوٹ کر بھرا تھا آواز بھی بڑی دردناک اور لہجہ بڑا پرتاثیر تھا، مجھے خوب یاد ہے کہ فجر کی نماز میں وہ آخر پارہ کی کوئی بڑی سورۃ شروع کرتے لیکن فرط تاثر اور شدت گریہ سے اس کو مکمل کرنے کی نوبت کم آتی اور سامعین کو حسرت رہ جاتی کہ وہ پوری سورہ نہیں سن سکے۔

میری تعلیم قرآن کا آغاز بھی انہی کے یہاں ہوا۔ شیخ پر توحید کا بڑا غلبہ تھا۔ اور وہ بڑا کھرا اور صاف عقیدہ رکھتے تھے اور اپنے شاگردوں کو بھی اسی عقیدہ کا قائل بنانا چاہتے تھے، یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ایسے صحیح العقیدہ آدمی سے پڑھنے کا موقع عطا فرمایا، سورۂ زمر جس میں توحید کی بڑی صاف اور طاقتور تعلیم ہے اُن کی محبوب اور منتخب سورۃ تھی، جب ہم لوگ عربی میں کچھ چلنے لگے تو انھوں اس سورۃ کا درس شروع کیا اس کے بعد سورۂ مومن و سورۂ شوریٰ پڑھائی عرب صاحب کو چند خاص رکوعوں سے خاص عشق تھا جو خاص جوش اور لطف سے پڑھتے تھے۔ ان میں سے سورۂ آل عمران کا آخری رکوع: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ جس کے متعلق صحیح حدیثوں میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پچھلے کو تہجد میں اٹھتے تھے تو نماز سے پہلے ان آیتوں کو پڑھتے تھے۔ اور سورۂ رحمٰن کا آخری رکوع — وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا خاص طور پر یاد ہیں اور عرب صاحب کا پُردرد اور پُرتاثیر لہجہ گویا کانوں میں گونج رہا ہے، عرب صاحب سے سنتے سنتے ہم کو بھی یہ رکوع اچھے معلوم ہونے لگے۔ اور اس طرح سے قرآن مجید سے ایک ذوقی تعلق پیدا ہوا،

جب عربی کی استعداد پیدا ہو گئی تو تلاوت میں کچھ جی لگنے لگا۔ اس وقت ہمارے خاندان میں کچھ ایسے خاص حالات پیش آئے تھے کہ قرآن مجید کی بہت سی آیتوں کی خود تفسیر ہوتی تھی اور یہ صاف نظر آتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا قانون مجازات بڑا عالمگیر و ہمہ گیر ہے، قوموں اور جماعتوں کے عروج و زوال میں اُن کے اعمال و کردار کا بہت بڑا دخل ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔ ایک بڑی ابدی صداقت ہے اس وقت قرآن مجید کی تلاوت میں یہ صاف محسوس ہونے لگا کہ یہ ایک زندہ کتاب ہے اور اس میں زندہ انسانوں ہی کے حالات و واقعات ہیں۔ یہ زندگی کا ایک مرقع ہے جس میں ہر شخص اپنی تصویر پا سکتا ہے اور اپنے کو تلاش کر سکتا ہے، سورۂ انبیاء کی یہ آیت لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْكُمْ كِتٰبًا فِیْهِ ذِكْرُكُمْ کی مختلف تفسیریں ہیں ان میں سے ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ فیہ حدیثکم (اس میں تمہارا تذکرہ ہے) اسی بنا پر ایک جلیل القدر تابعی حضرت احنف بن قیسؒ نے ایک دن یہ آیت سن کر قرآن شریف منگوایا اور کہا لاؤ دیکھو میرا اس کتاب میں کن الفاظ میں تذکرہ ہے کچھ ورق گردانی کے بعد وہ اس آیت پر جا کر رک گئے۔ اور انھوں نے کہا کہ مجھے اپنا تذکرہ مل گیا۔ وہ آیت یہ تھی۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

(سورہ توبہ ع)

اس میں مجھے صاف نظر آتا تھا کہ اس عجیب و غریب کتاب میں قوموں خاندانوں اور افراد کا تذکرہ اور ان کے عروج و زوال، اسباب اور وجوہ ہیں اپنی کم ہمتی اور کوتاہی علم کی وجہ سے

چونکہ قوموں کی تاریخ پیش نظر نہیں تھی اور واقفیت کا دائرہ محدود تھا۔ اس لئے اپنے خاندان اور حلقۂ تعارف کے اندر قرآن کی صداقت صاف نظر آتی تھی اس انکشاف سے قرآن مجید سے دلچسپی اور وابستگی میں صاف اضافہ ہوا، اس زمانہ میں مجھے یاد آتا ہے کہ سورۂ مائدہ، سورۂ انعام سورۂ اعراف خاص طور پر لطف لیکر پڑھتا تھا۔

میری تعلیم کے سلسلہ میں ایک عجیب اتفاق ہوا جس کو میں محض حسن اتفاق ہی نہیں تائید غیبی کہوں گا کہ میں نے ایک ایک فن کی علیٰحدہ علیٰحدہ تحصیل کی اور مخلوط نصاب پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا، ہمارے صاحب نظر اور صاحب ذوق استاذ خلیل عرب صاحب نے سب سے پہلے عربی ادب کی تکمیل کرائی چنانچہ عربی زبان کی ابتدائی ریڈر مطالعہ العربیہ سے نہج البلاغۃ وحماسہ اور دلائل الاعجاز تک تین سال تک کاملاً عربی ادب اور اس کے متعلقات ہی پڑھتا رہا، صحیح الذوق استاذ کے فیض صحبت اور عربی ادب کی شبانہ روز مصاحبت سے عربی زبان وادب سے ایسی مناسبت ہوگئی کہ اس کی حلاوت اور لذت محسوس ہونے لگی اور کسی لطیف کلام کی لطافت کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہ رہی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن مجید کا اعجاز وجدانی وذوقی طور پر محسوس ہونے لگا۔ اور وہ ایک ایسی بدیہی حقیقت بن گئی جس کیلئے قطعاً کسی خارجی شہادت کی ضرورت باقی نہ رہی اس کا ایک ایک لفظ پکار پکار کر کہتا ہے کہ وہ اللہ کا کلام ہے اور ساری دنیا کا انکار اور شک بھی اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتا، عربی زبان وادب کے اشتغال کا یہ فیض کچھ کم فیض نہیں کہ اس سے قرآن مجید کا صحیح ذوق پیدا ہو، اور اس کے سارے ادبی ذخیرہ میں نرالا پن اور البیلا پن صاف نظر آنے لگا۔ اس فیض کے لئے میں اپنے محسن استاذ اور اپنے مربی اور مشفق بھائی کا مدۃ العمر ممنون احسان رہوں گا۔

روح پدرم شاد کہ فرمود بہ استاذ
فرزند مرا عشق بیاموز دگر ہیچ !!

میرے خیال میں ہمارے عربی مدارس میں جس طرح عربی زبان وادب کی تعلیم دی جاتی ہے اس سے یہ نتیجہ حاصل نہیں ہو سکتا، زبان کا صحیح ذوق پیدا کرنے اور اس کا لذت آشنا بنانے سے قدیم نصاب کی وہ بے جان اور وہ بے رونق کتابیں نیز معانی وبیان کی وہ تالیفات بالکل قاصر ہیں جو عربیت کے دور انحطاط میں تالیف ہوئیں۔ اور جن کی مصنف عجمیت کے زخم خوردہ ہیں ان کتابوں کی بنیاد اور فن بلاغت کے دلائل کے سہارے پہلے قرآن مجید کا اعجاز اور اس کی لطافت وبلاغت کا سمجھنا تقریباً ناممکن ہے اور اگر اس میں کوئی استثناء ہے تو محض خارق عادت اور الشاذ کالمعدوم کے حکم میں ہے،

ادب کے نصاب کی تکمیل کے بعد جو شیخ خلیل عرب کا طبع زاد اور خود ایجاد تھا مجھے خوش قسمتی سے علامہ تقی الدین ہلالی مراکشی کی صحبت میسر آئی جو عربیت اور نحو میں عصر حاضر کے یگانہ اشخاص میں سے تھے اور ان کو امام فن کہنا بجا ہوگا۔ ادب کے بعد میں نے کچھ فقہ کی تعلیم حاصل کی اور دو سال دار العلوم ندوۃ العلماء میں مولانا حیدر حسن خاں صاحب کے درس میں حدیث کی تکمیل کی، اسی زمانہ میں کچھ تفسیر بیضاوی کا حصہ مولانا سے پڑھا جو درس نظامی کے بڑے فاضل استاذ اور کہنہ مشق مدرس تھے، کچھ عرصہ کیلئے میں نے لاہور جاکر مولانا عبید اللہ صاحب سندھیؒ کے طرز پران کے شاگرد رشید مولانا احمد علی صاحبؒ کے تفسیر کے درس میں شرکت کی، اس درس پر قرآن مجید سے سیاسی نکات کے استنباط کا ذوق غالب تھا اس طرز سے مجھ کو زیادہ مناسبت نہیں ہوئی لیکن مولانا کے اخلاق ان کی زاہدانہ زندگی اور ان کے جذبہ توحید سے بہت نفع ہوا۔

لاہور سے آنے کے بعد اور حدیث سے فارغ ہونے کے بعد کا زمانہ کلیتہً تفسیر کے مطالعہ میں گذرا، میں یہ کہنا بھول گیا تھا کہ میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی بعض مختصر تفسیریں اور مولانا حمید الدین فراہیؒ کے رسائل بھی پڑھے اب سارا وقت قدیم تفاسیر کے مطالعہ میں گذرنے لگا۔ زیادہ تر خود مطالعہ کرتا تھا اور جو اشکال پیش آتا اس کو دوسری کتابوں سے حل کرنے کی کوشش کرتا۔ اس زمانہ میں تفسیر جلالین نیز علامہ بغویؒ کی ضخیم تفسیر معالم التنزیل، علامہ زمخشریؒ کی کشاف کا لفظ لفظ پڑھا، علامہ نسفیؒ کی مدارک کا نصف حصہ تو مجھے یاد ہے لفظاً لفظاً پڑھا، دوسرے حصہ پر نظر ڈالی،

تفسیر کے مطالعہ کے سلسلہ میں ایک عجیب تجربہ یہ ہوا کہ ہر شخص کی کسی ایک کتاب سے تشفی نہیں ہو سکتی، ذہن وعقلیت کے مدارج اتنے مختلف اور متضاد ہیں کہ ایک شخص سب کو بیک وقت مطمئن نہیں کر سکتا، بعض اوقات ایک غبی آدمی کو ایک شبہ پیش آتا ہے ذہین آدمی کا ذہن بھی اس شبہ کی طرف منتقل نہیں ہوتا وہ اس سے تعرض کئے بغیر گذر جاتا ہے، میرے بعض اشکالات معروف تفسیروں سے حل نہیں ہوئے کسی حاشیہ یا کسی غیر معروف تفسیر میں ان کا جواب مل گیا۔ اس سلسلہ کی تفصیلات موجب تطویل ہیں۔

جب دار العلوم ندوۃ العلماء میں قرآن مجید کا درس میری حقیر ذات سے متعلق ہوا تو تفسیر کا زیادہ گہرا مطالعہ کرنے کا موقع ملا، اس زمانہ میں علامہ آلوسی کی تفسیر روح المعانی سے بڑی مدد ملی ایک تجربہ یہ ہوا کہ تفسیر کبیر ہمارے جدید حلقوں میں جس قدر بدنام ہے یہاں تک کہا گیا ہے فیہ کل شئی الا التفسیر اس

بدنامی وحقارت کی وہ ہرگز مستحق نہیں بہت سے زوائد کے باوجود اس میں بعض بڑی کام کی باتیں ہیں اور بعض ایسی چیزیں ہیں جو عام کتابوں میں نہیں ملتیں، اس زمانۂ تدریس میں اگرچہ احیاناً بعض اور تفسیروں کے دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا مثلاً ابوحیان کی البحر المحیط لیکن ان کا ذہن پر کوئی خاص اثر نہیں، علامہ رشید رضا کی تفسیر المنار بھی قابل استفادہ ہے اور اس سے بھی جدید مباحث میں مدد مل سکتی ہے، مدرسانہ نقطۂ نظر سے جمل بڑی مفید ثابت ہوئی اعراب القرآن سے بھی کافی مدد ملی۔

اس وقت تک مولانا عبد الماجد دریابادیؒ کی تفسیر ماجدی شائع نہیں ہوئی تھی، انگریزی میں ان کے حواشی تیار ہو رہے تھے، مجھے محض اشکالات کے سلسلہ میں جن کا تعلق قدیم تاریخ اور دوسرے مذاہب وصحف سے تھا، کبھی کبھی استفادہ کے لئے دریاباد جانے کا اتفاق ہوا۔ اور بعض بڑی کام کی باتیں معلوم ہوئیں اب یہ معلومات تفسیر ماجدی میں منتشر ہیں، اور قرآن مجید کے طالب علم کے لئے اس کا مطالعہ نہایت مفید ہے، خصوصاً ان لوگوں کے لئے جن کے پاس اصل مآخذ کی طرف رجوع کرنے کا وقت یا ذریعہ نہ ہو۔

زمانۂ تدریس کے بعد جب اپنی بعض علمی ضرورتوں کی بناء پر تفسیر طبری کے دیکھنے کا اتفاق ہوا تو آنکھیں کھل گئیں اور معلوم ہوا کہ یہ نہ صرف تفسیر بلکہ تاریخ وادب کا بھی ایک وسیع کتب خانہ ہے جس کا کسی کے پاس موجود ہونا ایک نعمت عظمیٰ ہے، عرب جاہلیت کے عادات عقائد معاشرت اور احکام قرآنی کا ماحول اور پس منظر جاننے کے لئے اس سے زیادہ مستند اور وسیع ذخیرہ نہیں۔

اس سلسلہ میں بڑی کوتاہی وناسپاسی ہوگی اگر ایک ایسی کتاب کا ذکر نہ کیا جائے جو اگرچہ کوئی مفصل تفسیر نہیں ہے لیکن فہم قرآن کا بہت بڑا نمونہ ہے اور تفسیر کے طالب علموں کے لئے ایک نادر تحفہ ہے شاید بہت سے قارئین کا ذہن متوجہ ہو، یہ حضرت شاہ عبد القادر علیہ الرحمہ کا ترجمہ ہے اس کی قدر ان لوگوں کو ہو سکتی ہے جو تفسیر کا تفصیلی اور اعلیٰ مطالعہ کر چکے ہوں اور ان کو مشکلات قرآن کا اندازہ ہو، اور یہ معلوم ہو کہ اہل تفسیر کو قرآن مجید کے بعض مطالب کے ادا کرنے میں اور اس کے بعض مفردات کی شرح وتفسیر میں کیسی کیسی دقتیں پیش آئی ہیں اس کے بعد جب وہ شاہ صاحب کا ترجمہ پڑھیں گے تو ان کو اندازہ ہوگا کہ شاہ صاحب نے کس خوبی اور کامیابی کے ساتھ ان مشکلات کو عبور کیا ہے اور ان قرآنی الفاظ کے لئے وہ اردو کے کیسے موزوں الفاظ لے آئے ہیں جو بعض اوقات بالکل الہامی معلوم ہوتے ہیں۔ اس لئے مثال کے طور پر صرف ایک آیت پیش کرتا ہوں سورۂ شعراء کی آیت ہے۔ قالوا بعزۃ فرعون انا لنحن الغالبون عربی میں عزت کا لفظ نہ صرف غلبہ کا مرادف اور نہ صرف شرف کا اور یہ دونوں لفظ مل کر بھی اس موقع پر اس مفہوم کو ادا نہیں کر سکتے۔ زمخشری جیسے صاحب ذوق اور راسخ الفن ادیب کو بھی اس کا پورا مترادف نہیں مل سکا، شاہ صاحب نے اس کا ترجمہ کیا ہے اس میں اس لفظ کی صحیح اسپرٹ آگئی ہے وہ فرماتے ہیں "اور بولے کہ فرعون کے اقبال سے ہم ہی زبر رہے"۔ یہی اس آیت کا صحیح ترجمہ ہے۔ شاہ صاحب کے بعد جس نے بھی اس ترجمہ کو اختیار کیا سب نے شاہ صاحب کے تتبع میں اختیار کیا یہ ایک مثال ہے، شاہ صاحب کے ترجمہ میں ایسے نوادر اور جواہرات بہت ملتے ہیں، ہمارے استاذ مولانا حیدر حسین خان صاحبؒ فرماتے تھے کہ مظاہر علوم سہارنپور کے بانی مولانا محمد مظہر صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سب تفسیریں پڑھانے کے بعد آخر میں شاہ صاحب کا ترجمہ پڑھاتے تھے۔

ان علمی تجربات میں اب اتنا اضافہ کرتا ہوں کہ قرآن مجید کے فہم کا اصل دروازہ جب کھلتا ہے جب آدمی بغیر کسی انسانی حجاب کے اس کلام کے ذریعہ صاحب کلام سے ہمکلام ہو۔ اس کا راستہ قرآن مجید کی بکثرت تلاوت ہے اور نوافل یا ان بندگان خدا کی صحبت جو اس کتاب کے حقیقی لذت آشنا اور حقیقت شناس ہیں اور جن کے رگ وپے میں یہ کلام بس گیا ہے، ضرورت اس کی ہے کہ پڑھنے والا اس کتاب سے براہ راست تعارف وانس حاصل کرے اور اس کو ایسا محسوس ہو کہ وہ براہ راست مخاطب ہے، شاعر نے کچھ غلط نہیں کہا کہ ؎

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

(بشکریہ: ماہنامہ صبح صادق لکھنؤ جنوری ۱۹۵۶ء)

(بقیہ)

بنگلور اور میسور کا دعوتی سفر

ملک کے اندر جو تعصب کی ہوا چل رہی ہے۔ مردم شماری فارم اس کی منھ بولتی تصویر ہے۔ مولانا نے کہا کہ مسلمانوں کو یہ فارم بھرتی کراتے وقت ہوشیار اور چوکنا رہنا چاہیئے۔ اپنا مذہب مسلم درج کرائیں اور مادری زبان اردو درج کرائی جائے کیونکہ اس فارم کا حساب کتاب کمپیوٹر کے ذریعہ کیا جائے گا۔ ایک چھوٹی سی غلطی بھی ہمیں مسلم زمرہ سے ہٹا کر دیگر زمرہ میں شامل کر سکتی ہے۔

تصنیفات حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

● مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ذیل کا مضمون حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کا وہ خطبہ صدارت ہے جو انھوں نے دہلی یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے زیر اہتمام بعنوان "حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کی علمی خدمات" منعقدہ سیمینار میں ۱۹ر مارچ ۲۰۰۱ء کو پڑھا۔ افادہ عام کی غرض سے ہم اسے ہدیۂ ناظرین کر رہے ہیں (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی سیدنا رسول اللہ محمد، وعلی آلہ وصحبہ و بعد

حضرات! ہندوستان کے صدر مقام دہلی میں اور اس اہم یونیورسٹی دہلی یونیورسٹی کے ایک شعبہ کی طرف سے یہ سیمینار جو ہندوستان کی ایک گرانقدر علمی شخصیت کی علمی کاوشوں کی قدردانی اور ان کی خصوصیات کا جائزہ لینے اور واضح کرنے کیلئے کیا جا رہا ہے، علم دوستی اور قدردانی کی ایک اچھی علامت ہے۔

حضرات! قوموں کی عظمت اور وقار کی تعمیر ان کارناموں سے ہوتی ہے جو ان کے فرزندوں کے ذریعہ ان کے ملکوں کی تعمیر و ترقی کے میدانوں میں انجام پاتے ہیں۔ ملکوں اور ان کی تہذیبوں کی تاریخ انہی کارناموں سے بنتی ہے اور دنیا میں انہی سے ان کا امتیازی مقام بنتا ہے۔

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے عالم دین اور بزرگ شخصیت تھے۔ سماجی دملی، علمی اور تہذیبی تینوں سطح پر انھوں نے بڑا کام انجام دیا ہے۔ انسانیت اور خاص طور پر مسلمانوں کی علمی و مذہبی ترقی کیلئے اہم خدمات انجام دی ہیں۔ جن کو ملک میں اور ملک کے باہر بھی تسلیم کیا جاتا ہے اور قدر کی جاتی ہے، علمی لحاظ سے وہ ایک بلند پایہ عالم اور ایک کامیاب مصنف، سماجی لحاظ سے ایک مصلح و مربی اور مذہبی لحاظ سے ایک عظیم المرتبت بزرگ اور مقبول عام خطیب تھے۔

اسی کے ساتھ ساتھ وہ اپنے ملک کے لئے وطن دوست اور اس کی ترقی کی فکر رکھنے والے تھے وہ اس کے حق کو ادا کرنے کی کوشش بھی کرتے تھے۔ چنانچہ اپنی کتابوں میں اسی حق شناسی کے ضمن میں انھوں نے ہندوستان کی علمی وتمدنی ترقیات کا کھلے دل سے ذکر کیا اور باہر کی دنیا کو ان سے روشناس کرایا۔ اس سلسلہ میں ان کا مجموعۂ مضامین "المسلمون فی الہند" اور "الدعوۃ الاسلامیۃ وتطوراتہا فی الہند" اور مختلف مقالات اور تقریریں دیکھی جا سکتی ہیں جن کے ذریعہ ہندوستان کا تعارف انھوں نے عرب ممالک میں کرایا، اسی کے ساتھ اپنے ملک ہندوستان کے باشندوں کو بھی اپنی اعلیٰ اقدار پر قائم رہنے اور ان کے سلسلہ میں جو کوتاہی ان کو نظر آتی اس کو دور کرنے کیلئے باقاعدہ مہم چلائی اور اس کیلئے پیام انسانیت فورم قائم کیا، جس کے جلسے وہ ملک کے بڑے بڑے شہروں میں منعقد کرتے تھے، جن میں مذہب کے فرق اور طبقاتی اختلاف سے اوپر ہو کر اعلیٰ انسانی خصوصیات کی طرف جن کو ہر مذہب میں سراہا گیا ہے توجہ دلاتے تھے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحریک کے بہت اچھے اثرات مرتب ہوتے تھے، اور ملک میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو مدد ملتی تھی، جس کا اعتراف مختلف مذاہب کے دانشوروں نے جن میں عدالتوں کے جج اور یونیورسٹیوں کے پروفیسر حضرات شامل ہیں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی اس موضوع کی تقریریں ان کے پیام انسانیت اور مقام انسانیت کے کتابچوں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو یہ دیکھ کر دکھ ہوتا تھا کہ جو عام شہری کا اخلاق اور کردار ہے وہ ملک سے کم ہوتا جا رہا ہے وہ کہتے تھے کہ زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ اس کی طرف توجہ دلانے والے بھی بہت کم ہوگئے ہیں، یہ ملک کو نقصان پہونچانے والی بات ہے، ملک کی طاقت وعظمت اس کے کردار سے ہے کردار کا زوال ہوتا ہے تو سمجھنا چاہیئے کہ قوم و ملک دونوں زوال کی طرف جا رہے ہیں

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ کا بہت توجہ سے مطالعہ کیا تھا، انھوں نے ہندوستان کی تاریخ، یورپ کی تاریخ، عربوں اور مسلمانوں کی تاریخ اور غیر مذاہب کی تاریخ کا مطالعہ ان کے اپنے اپنے فرق کے ساتھ کیا تھا۔ اور اپنے اس مطالعہ سے قوموں کے عروج وزوال کے اسباب کو سمجھا تھا اور اس کی بناء پر ان کے حساس قلب نے بہت اثر لیا تھا، وہ چاہتے تھے کہ تاریخ کے وہ ادوار جو شاندار رہے ہیں واپس آئیں، اس کو انھوں نے اپنی تصنیفات میں زور دیکر ظاہر کیا ہے، خاص طور پر مسلمانوں کے تمدنی وثقافتی عروج کی تاریخ کو جس کو وہ ایک

جامع انسانی خصوصیات کی تاریخ محسوس کرتے تھے اور اس کی اعلیٰ خصوصیات نے دوسرے ملکوں اور قوموں کو جو فائدہ پہونچایا اور انسانی وتمدنی لحاظ سے ان ملکوں کی تہذیب وتمدن کو جو فائدہ پہنچا ہے اس کا ذکر مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفات میں کیا ہے، مولانا رحمۃ اللہ علیہ اپنی تقریر وتحریر کے ذریعہ مسلمانوں کو خاص طور پر متوجہ کرتے تھے کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت عطا کی ہے کہ تم پوری انسانیت کی خیر خواہی کرنے والے ہو، تمام انسانوں کو بہتر احوال واخلاق کی طرف لانے کے سلسلہ میں جو ممکن کوشش ہو اس کو اختیار کرو۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کہتے اور لکھتے تھے کہ اسلام امن اور انسانی ہمدردی کا مذہب ہے، قرآن وحدیث میں اس کے لئے کوشش کرنے کی تلقین آئی ہے مسلمانوں کو اس کی رو سے فتح حاصل کرنے سے زیادہ نفع پہونچانے والا ہونا چاہیئے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ اس کام کو ایک مشن کی طرح کرتے تھے۔ وہ ہندوستانی اہل اقتدار سے ملتے تو ان کو بھی اعلیٰ انسانی اقدار اختیار کرنے کی اور ملک وقوم کی خیر خواہی کرنے کی تلقین کرتے۔ انھوں نے اندرا گاندھی کے دور اقتدار میں ان کو نصیحت کی کہ عوام کے ساتھ سختی کے بجائے نرمی اور رعایت کا طریقہ اختیار کریں۔ راجیو گاندھی کے دور اقتدار میں ان کو نصیحت کی کہ ہندوستان مختلف مذاہب کا گہوارہ ہے، ہر مذہب والے کو اپنے مذہب کی ہدایات پر عمل کرنے کی سہولت کو برقرار رکھا جائے۔ اس سلسلہ میں اسلامی شریعت میں مسلمان عورت کیلئے جو ضابطہ ہے اس پر عمل کرنے کا ان کا حق تسلیم کیا جائے۔ بابری مسجد کا مسئلہ تازہ تازہ شروع ہوا تھا مولانا نے ان کو توجہ دلائی تھی کہ حکومت کی طرف سے اس بات کا اعلان کریں کہ آزادی کے وقت عبادت گاہوں اور یادگاروں کی جو حیثیت تھی وہی حیثیت قائم رکھی جائے گی، اس میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے گی، مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی کہا کہ مسئلہ کے طول پکڑنے سے قبل اس کا تدارک کر لیا جائے، تاکہ کوئی خراب صورت نہ پیدا ہو۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستانی قائدین کے سامنے فرقہ وارانہ تشدد کیلئے آگ سے مثال دی اور کہا کہ آگ کا قاعدہ ہے کہ کھانے کو اس کو جب کوئی چیز نہیں ملتی تو وہ خود اپنے کو کھا لیتی ہے اس لئے فرقہ وارانہ تشدد سے سب کا نقصان ہے۔ اس مثال کو خاص طور سے وی پی سنگھ نے بہت سراہا۔

نرسمہاراؤ کے دور اقتدار میں ان سے ملاقات پر ان کو توجہ دلائی کہ ہندوستان کی آزادی کے حاصل کرنے والوں کو قوم کا اخلاقی کردار بنانے کی بھی فکر تھی۔ وہ فکر آج ملک سے ختم ہو چکی ہے اس کے لئے آپ لوگوں کو توجہ کرنا چاہیئے۔ اقتدار اور دولت کی ہوس اس وقت سب پر طاری ہے، یہ ملک کے لئے بہت خطرہ کی بات ہے، مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ دلائی کہ آپ لوگ ملک میں نکلئے اور لوگوں کو اعلیٰ اخلاق اختیار کرنے کی تلقین کیجئے تاکہ ملک درست راستہ پر چلے اور عظیم ملک بن سکے۔

وزیر اعظم اٹل بہاری باجپئی مولانا کی آخری علالت میں مزاج پرسی کے لئے آئے تو اس وقت جبکہ مولانا کو بولنے میں بھی دقت ہو رہی تھی یہی کہتے رہے کہ باجپئی جی! ملک کو بچائیے، ملک بڑے خطرہ میں ہے، مال اور اقتدار کی محبت نے تمام اقدار کو پس پشت ڈال دیا ہے، ملک کو بچائیے۔

پیام انسانیت کے جلسوں میں بھی مولانا رحمۃ اللہ علیہ ذاتی اغراض اور مال کی ہوس سے بلند ہو کر اعلیٰ اقدار اختیار کرنے کی دعوت دیتے، اور افسوس کا اظہار کرتے کہ اس وقت جائز ناجائز کا لحاظ ختم ہو چکا ہے، ہر ایک ملک کو نہیں صرف اپنے ذاتی نفع کو دیکھتا ہے، خواہ ملک کا بڑے سے بڑا نقصان ہو جائے، یہ اچھی علامت نہیں ہے، برائی دور کرنے اور اچھے اقدار اختیار کرنے کی مولانا کی یہ فکر صرف وطنی دائرہ کے اندر رہتے ہوتے ہی نہ تھی بلکہ ایک مسلمان عالم دین کی حیثیت سے مسلمانوں کی درستگی کی فکر خاص طور پر کرتے تھے۔ اس کے لئے اصلاح معاشرہ کے عنوان سے کوشش کرتے اور تقریر کرتے، اور مضامین لکھتے تھے، وہ مسلمانوں کو توجہ دلاتے تھے کہ اسلام نے جو اعلیٰ اقدار تم کو دی ہیں ان کو بھلاتے جا رہے ہو اور اخلاقی لحاظ سے گرتے جا رہے ہو، اپنے کو سنبھالو، تم کو اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ ساری انسانیت کو غلط راہ سے بچانا ہے، اور اعلیٰ اقدار کی طرف لانا ہے اس کیلئے تاریخ کے واقعات سے مثالیں دیتے تھے کہ مسلمانوں نے جب کبھی اپنی اعلیٰ اقدار سے پہلوتہی کی ان کو نقصان ہوا۔ اور ذلت ہوئی اور جب اعلیٰ اقدار کو اختیار کیا تو عزت بھی حاصل ہوئی، اور ملکوں اور قوموں کو تباہی سے بچایا، تم کو نیکی کا اور اعلیٰ مقاصد کا پیامبر ہونا چاہیئے۔ تمہارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی سکھایا ہے، قرآن مجید میں جگہ جگہ تلقین کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ سب انسانوں کا رب ہے سب کچھ اسی کا دیا ہوا ہے، سب پر لازم ہے کہ وہ اپنے مالک اور اپنے پروردگار کو پہچانیں، اور اس کی زمین پر انسانوں اور آپس کی محبت اور ہمدردی اور اپنے رب کی بندگی کے ساتھ زندگی گزاریں، اور ترقی کریں اور خوش رہیں۔ دانشوروں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس کی فکر رکھیں اور اس کیلئے کوشش کریں

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں اور مضامین کے ذریعہ اپنے کام اور پیغام کو پھیلایا۔ اور تقریروں اور مضامین کے ذریعہ بھی اپنی بات عوام تک پہونچائی

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تقریریں اور مضامین عموماً کتابچوں اور کتابوں کی صورت میں لوگوں تک پہونچتی تھیں اسی طرح مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا فکر اور کام مطبوعہ شکل میں محفوظ ہوتا رہا، اس کا جائزہ لینے پر پتہ چلتا ہے کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی فکر وعمل کے میدان متعدد رہے۔ ان میں ایک مسلمانوں کو ان کے مذہب کی قدروں اور تعلیمات کی پابندی کرنے پر متوجہ کرنے اور اسلام کی تعلیمات اور قدروں کی تشریح اور وضاحت کرنے کا رہا، دوسرا میدان مذہب وطبقہ کے فرق سے بلند ہو کر ہم وطنوں کو ملک کی ترقی وبہتری کی فکر کرنے کی اور باہمی تعاون وہمدردی اور انسانی قدروں کا پاس ولحاظ کرنے کی تلقین کرنے کا تھا۔ تیسرا میدان زعماء قوم اور اصحاب اقتدار کو منصفانہ اور بے غرضانہ قیادت اور خدمت قوم کی طرف متوجہ کرنے کا تھا۔ اس سلسلہ میں ہندوستانی قائدین کے علاوہ عرب اور اسلامی ممالک کے قائدین سب ہی مولانا کے مخاطب بنے

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقریر وتحریر میں قرآن وحدیث کی تعلیمات اور مخلص اہل فکر کے افکار کے مستند حوالوں کے ذریعہ اپنی باتوں کو مؤثر بنایا۔ مولانا کی کتابوں میں سے متعدد تصنیفات مسلمانوں کی غیر معمولی شخصیات کی سوانح پر ہیں اور متعدد تصنیفات مسلمان قوموں کے اخلاقی وفکری جائزوں پر مشتمل ہیں۔ اور متعدد تصنیفات اصلاح وتربیت کے موضوعات پر مشتمل ہیں۔ اور متعدد تصنیفات اگرچہ خالص علمی وفکری مواد پر مشتمل ہیں۔ لیکن ان میں بھی مولانا کا اسلوب اصلاحی وتربیتی رہا ہے۔

اردو میں مولانا کی سب سے اہم اور مؤثر کتاب حضرت سید احمد شہید کی سیرت تھی جو مولانا نے اپنی نوعمری میں لکھی تھی اس کتاب نے برطانوی دور اقتدار میں ہندوستانی مسلمانوں کے شکست خوردہ ذہنوں میں حوصلہ وجذبہ پیدا کرنے کا کام کیا، اور برطانوی سامراج کی حکمرانی کے خلاف اور باعزت اور اعلیٰ قدروں کے ساتھ زندگی گزارنے کی آزادی کی امنگ پیدا کی۔ یہ کتاب گذشتہ صدی کی چوتھی دہائی کے آغاز میں شائع ہوئی اور مسلمانوں کے دانشور طبقہ میں بہت مقبول ہوئی۔

عربی میں مولانا کی کتاب "ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین" نے سب سے زیادہ خراج تحسین حاصل کیا۔ اس کو عربوں نے پوری صدی کی صرف دو چار کتابوں میں سے ایک قرار دیا، اس میں مغربی سامراج کی تہذیبی قیادت کے سامنے جو احساس کمتری پیدا ہو گیا تھا اس کا ازالہ مدلل اور تاریخی جائزے کے ذریعہ کیا گیا ہے، اس کتاب نے بین الاقوامی سطح پر شہرت ومقبولیت حاصل کی، اور عربی، اردو، انگریزی اور متعدد بین الاقوامی زبانوں میں شائع ہوئی۔ مولانا کی دوسری اہم عربی تصنیف "الصراع بین الفکرۃ الإسلامیۃ والفکرۃ الغربیۃ" ہے جو عالم اسلام کی سیاسی وفکری قیادت کے بے لاگ اور طاقتور جائزے پر مشتمل ہے، اس میں مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے مغربی تہذیب کے مقابلہ میں مغلوب قوموں کا تین رجحانات میں تقسیم ہو جانا دکھایا گیا ہے، ایک رجحان ان قائدین کا ہے جنھوں نے مغربی سیاست واقتدار کے سامنے پوری طرح سر تسلیم خم کر دیا اور اپنی قوم کو ان کے سانچے میں زبردستی ڈھالنے کی کوشش کی، دوسرا رجحان وہ ہے جس نے مغربی تہذیب افکار کو بالکلیہ مسترد کر دیا اور اپنے پسماندہ نظام زندگی کے اندر محدود رہنے کی کوشش کی، تیسرا رجحان وہ ہے جس نے دونوں طرف کی اچھی اور مفید باتوں کو اپنانے اور ناقابل عمل باتوں کو مسترد کرنے کا طریقہ اختیار کیا، پھر مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے تینوں کی مثالیں اور ان کے اسباب وضاحت سے بیان کئے ہیں۔ اور مفید ومتوازن طریقہ اختیار کرنے کی دعوت دی ہے

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے دینی موضوعات پر بھی اہم اور ٹھوس مواد پر مشتمل تصنیفات تیار کی ہیں اور مسلمانوں کے دینی اور علمی اور ثقافتی کارناموں کی تاریخ پر مشتمل ایک سلسلہ بھی تیار کیا جو مسلمانوں کی سیاسی اتھل پتھل سے ہٹ کر خالص پر امن اور تعمیری کاموں پر مشتمل ہے، یہ کتاب چھ ضخیم جلدوں میں ہے، اور عربی، اردو، انگریزی اور دیگر زبانوں میں شائع اور مقبول ہوئی اور مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی اہم ترین تصنیفات میں شمار کی جاتی ہے، مذکورہ تصنیفات کے علاوہ ادب وعلم کے مختلف موضوعات پر مولانا کی متعدد کتابیں ہیں جو اپنے اپنے موضوع پر اولین حیثیت کی مالک ہیں۔

اس طرح مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے جو سرمایۂ علمی چھوڑا ہے وہ بڑا متنوع، مؤثر اور جامع سرمایۂ علمی ہے، ہم کو مسرت ہے کہ ہمارا یہ سیمینار اس کا جائزہ پیش کرے گا جو ہمارے علمی وفکری مذاق رکھنے والوں کے لئے ایک مفید اور دلچسپ سرمایہ ثابت ہوگا۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سیمینار کو کامیاب اور مفید بنائے۔ (آمین)

دعائے مغفرت

جناب ابوالحسن صدیقی کا اپنے وطن نرائن پور غازیپور میں گذشتہ ہفتے طویل علالت کے بعد انتقال ہو گیا۔

وہ چون برس کے تھے مرحوم مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری کے تایا زاد بھائی تھے اور خلیق، ملنسار اور مرنجاں مرنج طبیعت کے حامل تھے، قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

احتساب اور اکتساب

تحریر:۔ مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی
ترجمہ:۔ محمد احمد بستوی

اج نئی دنیا میں مادی عقل نے جو بنیادی تبدیلیاں پیدا کر دی ہیں وہ یہ ہے کہ عقل فوری طور پر حاصل ہونے والے نفع کی منطق کے تابع ہے، گلوبلائزیشن (GLOBALISATION) اور عالمگیریت کا نظام بہت سے خلاف شرع تصرفات اور ایسے امور کا سبب بنا ہے جن کا اخلاقی قدروں سے ذرا بھی واسطہ نہیں ہے، اور اس کے ساتھ ہی بشری قوتوں اور انسانی وسائل کو استعمال کرکے اقتصادی اور تجارتی میدانوں میں خودسری اور ڈکٹیٹر شپ کا مزاج پیدا کرنے والی بے قابو خواہشات کا بھی باعث ہوا ہے، گلوبلائزیشن کا نظام مادی تہذیب کے پرستاروں، منحرف شدہ آئیڈیالوجی (IDEOLOGY) اور نقطۂ نظر کے حاملین کے مخصوص گروپ ہی کی ذاتی مصالح کی تکمیل کرتا ہے اور اس آئیڈیالوجی سے بہت سے سادہ لوح حضرات جو اسے معتبر گردانتے ہیں دھوکے کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اس وقت اسلامی شناخت مٹانے اور اس کی امتیازی حیثیت ختم کرنے کی زبردست کوششیں جاری ہیں، جسے ایک مسلمان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام میدانوں میں روبہ عمل لاتا ہے، اور ان تربیتی نظاموں اور پروگراموں کو یکسر بدل دینے کی سازشیں رچی جا رہی ہیں جو کتاب وسنت کی روشنی میں اسلام کو مطلوب ہیں، اور عالمی سطح پر گوناگوں ثقافتی پروگراموں کی بھرمار کرنے والے نعرے دیئے جا رہے ہیں جو معاشرہ کی تشکیل جدید اور اسے پسماندگی، ناخواندگی، محتاجی اور امراض سے نجات دلانے اور ان تمام اقتصادی بحرانوں، اجتماعی پریشانیوں اور نسلی امتیازات سے نکالنے کا یقین دلاتے ہیں جن سے تیسری دنیا کے باشندے آج دوچار ہیں، مگر اس حقیقت سے سب ہی واقف ہیں کہ یہ بلند بانگ نعرے اور زوردار دعوے مادی کو درپیش مشکلات کو حل کرنے اور عالمی کیمپوں کو پیش آمدہ بحران کو دور کرنے میں کچھ بھی کارگر نہیں ہو سکتے ہیں بلکہ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ یہ عالمی مسائل برابر بڑھتے اور پھیلتے ہی جا رہے ہیں اور دور تک ان کا کوئی حل یا ان سے گلوخلاصی کی کوئی سبیل نظر نہیں آ رہی ہے، وقتاً فوقتاً مختلف شکلوں میں پیش کئے جانے والے معاشرتی فارمولوں اور تہذیب جدید کی نئی شکلوں سے مغربی عوام اور مادیت کے داعیوں کے دل برداشتہ ہونے کا سب سے اہم سبب یہی ہے۔

بہت سے مغرب کے تعلیم یافتہ لوگ بلکہ عوام بھی اس میدان میں مختلف تجربوں کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جو بھی اجتماعی، فکر اقتصادی اور علمی تشکیل ان کے سامنے رکھی جاتی ہے وہ صرف زبانی جمع خرچ اور خوش آئند باتیں ہی ہوتی ہیں۔ جو کسی بھی حال میں ذہنی اور روحانی مشکلات کو حل کرکے روح کو تسکین نہیں دے سکتی ہیں اس نتیجہ کے بعد ہی سے اسلام اور انسانی تہذیب اور پاکیزہ معاشرہ کی تعمیر وتشکیل کیلئے اسلامی نظام حیات کے مطالعہ پر توجہ مبذول ہوئی اور لوگ اسلام کی طرف آنے لگے۔ مغرب ومشرق میں مختلف جماعتیں اسلامی تربیت کے اصول وافکار کا بنظر غائر مطالعہ کر رہی ہیں اور اسلامی عقیدے کو گلے لگانے، ایمان ویقین کے سانچے میں ڈھل جانے اور اسلامی تہذیب کے زیر سایہ رہ کر زندگی گذارنے میں شوق ورغبت کا اظہار کر رہی ہیں۔

آج مغربی انسان قلبی سکون واطمینان کی تلاش میں عقیدے اور ایمان کے راستے کی طرف لوٹ کر آ رہا ہے، جہاں اُسے اپنی متاعِ گم شدہ کی بازیابی اور اس کو دل کا سکون ملتا ہے۔ اور وہ دل کی گہرائیوں سے اللہ کی حمد وثنا کے ترانے گاتا ہے کہ اللہ نے اُسے زندگی کی خوش بختی، حقائق اور اصل مقصد تخلیق کی معرفت کا زریں موقع عنایت فرمایا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کیلئے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔ خداوند قدوس نے اس کو محرومی سے سعادت کی طرف اور تاریکیوں سے نور کی طرف نکال کر کتنا بہرہ ور فرمایا۔ خیر وشر، معروف ومنکر کی تمیز دے کر اُسے کس قدر اعزاز بخشا، برائیوں سے نکال کر اچھائیوں کی طرف اور مادیت کی

سرکشی سے نکال کر امن وعافیت کے دامن میں لا پہونچایا اور ذکر الٰہی پر اعتماد اور فرائض وواجبات کی ادائیگی کا بہترین موقع عطا فرمایا۔ جو زندگی میں خوشگواری، وقت میں برکت وکامیابی اور مصائب وامراض کے ازالہ کا ضامن ہے، اور جس کی بنیاد پر انسان اپنے رب کا محبوب بن جاتا ہے پھر اللہ ہی اس کا نگراں، محافظ، حامی وناصر ہو جاتا ہے پھر اسے نہ کسی قسم کا خوف دامن گیر ہوتا ہے اور نہ غم، نہ پشیمانی اسے لاحق ہوتی ہے اور نہ اکتاہٹ وآزردگی، یہی نصرت الٰہی اور توفیق ربانی ہے جس سے ہر لمحہ وہ فیض یاب ہوتا رہتا ہے "اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ" جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے۔ یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو نہ غم کرو۔ اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی۔

یہی اصل نفع اور اصل مطلوب ومقصود ہے اہل ایمان کو اسی میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنی چاہیئے، اور ارباب عقل ودانش کو اسی کی طرف لپکنا چاہیئے اور جہاں تک فوری نفع اور عارضی دولت کا مسئلہ ہے تو وہ تو صرف فریب خوردہ ذہنیت اور محروم لوگوں کا مقدر ہے، جن کو خواہشات نفسانی اور اغراض ومقاصد ہلاکت کے گھر یعنی جہنم کی طرف لیے چلے جا رہے ہیں جس میں وہ جھلسائے جائیں گے اور وہ بدترین جائے قرار ہے۔ ...

(بقیہ)
مفکر اسلام کی علمی خدمات

فیکلٹی میں شامل ہو گیا، جس کے ساتھ اردو اور فارسی بھی تھی، بعد میں تینوں شعبے الگ ہو گئے۔

سمینار میں دہلی یونیورسٹی کے شعبہ فارسی و اردو نے بھی مکمل تعاون دیا۔ پروفیسر وصی احمد صدیقی نے جو ایک اجلاس کی صدارت کر رہے تھے منتظمین کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ یا تو مقالہ نگار کو پورا وقت دیا جائے یا یہ شرط لگائی جائے کہ مقالہ اتنا مختصر ہو کہ مقررہ وقت کے اندر ختم ہو جائے، کیونکہ دوران سمینار یہ بات بہت محسوس کی گئی کہ کسی مقالہ نگار کو اصل بات کہنے کا موقع نہیں مل رہا ہے اور بار بار گھڑی کی طرف توجہ مبذول کرائی جا رہی ہے۔

سمینار میں مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی خواتین نے بھی شرکت کی جس کے آخر میں ڈاکٹر محسن عثمانی نے پروفیسر ڈاکٹر عبد الباری شبنم سبحانی شعبۂ اردو کے ڈاکٹر عبد الحق، ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی، ڈاکٹر نعمان خاں نے تأثرات پیش کئے، پروفیسر سید محمد اجتباء ندوی، پروفیسر نقی بن جعفری، ڈاکٹر سید جہانگیر، پروفیسر شفیق احمد خاں ندوی، مولانا نذر الحفیظ ندوی، مولانا سید محمد واضح رشید ندوی مولانا عتیق احمد بستوی، پروفیسر ضیاء الحسن ندوی پروفیسر بدر الدین الحافظ، ڈاکٹر سرور عالم ندوی ڈاکٹر اور پروفیسر ایمارٹ ایحسن عابدی، ڈاکٹر منظور احمد، ڈاکٹر علیم اشرف خاں، ڈاکٹر نفیس احمد ڈاکٹر ولی اختر، ڈاکٹر عبد الرحمان جیلانی وغیرہ نے سمینار میں مقالے پیش کئے۔ سمینار جو قاری عبد الباسط کی تلاوت سے شروع ہوا تھا مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کی دعا پر ختم ہوا جس میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی گئی کہ سمینار کے مقصد کو پورا کرنے اور تجاویز پر عمل درآمد کیلئے وسائل پیدا کرے،

بمبئی کے قارئینِ "تعمیرِ حیات" سے

بمبئی کے قارئینِ "تعمیرِ حیات" حضرات سے گذارش ہے کہ "تعمیرِ حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں اُن کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائیگی۔

ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building,
S.V. Patel Road, Null Bazar, Mumbai 400 003.
Tele: Add CUPKETTLE Tel.: 346 0220 / 346 8708
Tel.(R): 309 5852

۱۲ نمبر اور ۱۲×۷ کی اسپیشل چائے استعمال کیجئے۔

عالم اسلام

اسلامی ملکوں کی مشترکہ منڈی

نذر الحفیظ ندوی ـ

مغربی ملکوں نے اپنی ترقی اور پوری دنیا کو غلام بنانے کیلئے گروپ نمبر ۷، یورپی مشترکہ منڈی اور ناٹو جیسی تنظیمیں بنا رکھی ہیں۔ ناٹو کی حیثیت فوجی ہے جبکہ یورپی مشترکہ منڈی کی نوعیت اقتصادی ہے۔ صنعتی ترقی کے لئے آٹھ صنعتی ملکوں نے گروپ سیون کی تشکیل کی ہے جس میں امریکہ، برطانیہ، فرانس، اٹلی، جاپان جرمنی اور کناڈا شامل ہیں۔ اس طرز پر ترک رہنما نجم الدین اربکان نے آٹھ اسلامی ملکوں کو ملاکر اسلامی گروپ نمبر ۸ کی تشکیل کی تھی انہوں نے اقتدار میں آتے ہی ملیشیا، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، پاکستان، مصر، ایران اور نائجیریا کا دورہ کیا۔ ان کے سامنے آٹھ مسلم ممالک کی صنعتی، اقتصادی اور تعلیمی سماجی ترقی کے بارے میں تفصیل سے ان ملکوں کے سربراہوں سے گفتگو کی، ایران کے ساتھ ترکی نے پیٹرول اور گیس کی سپلائی کا معاہدہ بھی کیا۔ لیکن مغربی ملکوں نے اس گروپ کی تشکیل پر آسمان سر پر اٹھا لیا۔ اور اس کوشش کو اسلامی اتحاد کا نام دیکر اس کے خلاف طوفان برپا کر دیا، اربکان کی وزارت کے خلاف اندرونی اور بیرونی سازشیں ہونے لگیں، ترک نادانوں (فوج) نے بالآخر تختہ پلٹ دیا۔ اور سیکولرازم کا نام لیکر مغربی استعمار کی وکالت کا حق ادا کر دیا، اربکان کی وزارت تو چلی گئی لیکن اسلامی گروپ نمبر ۸ کا وجود باقی رہ گیا۔ اس کے متعدد اجلاس ابتک ہو چکے ہیں، بنیادی منصوبے تیار ہو کر تنفیذ کی راہ دیکھ رہے ہیں اس درمیان میں ترک نادانوں نے پھر اسلام کے نام سے گھبرا کر یہ مطالبہ کر دیا کہ اسلامی گروپ نمبر ۸ کے بجائے صرف گروپ نمبر ۸ رکھا جائے گویا۔ اس نام پر تمام مسائل کے حل کا انحصار ہے، ہم ذیل میں اس اسلامی گروپ ۸ کا تعارف پیش کر رہے ہیں۔

گذشتہ فروری میں گروپ نمبر ۸ کی تیسری چوٹی کانفرنس قاہرہ میں منعقد ہوئی، مبصرین نے اس کانفرنس کے فیصلوں کو ایسی سنجیدہ تعمیری اور ٹھوس کوشش سے تعبیر کیا ہے، جس میں آٹھ اسلامی ملکوں کے درمیان اقتصادی وسماجی تعاون کے بارے میں انقلابی قدم اٹھایا گیا ہے، اس اجلاس میں یہ بھی متفقہ طور پر طے کیا گیا ہے کہ ان ممالک کے درمیان آئندہ پانچ سال کے اندر تجارتی تبادلوں کو ساڑھے تین فیصدی سے بڑھا کر سات فیصدی کر دیا جائے۔ اس مقصد کے لئے مشترکہ تجارتی کمپنی قائم کی گئی ہے اس کے ساتھ ممبر ممالک کے درمیان معلومات اور بیانات کے تبادلے کئے جائیں اور ان سے استفادہ کیلئے ایک بڑا مرکز قائم کیا جائے۔ اجلاس نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ اس گروپ کے درمیان روابط مزید مستحکم بنائے جائیں مبصرین کو توقع ہے کہ اس کانفرنس کے مثبت نتائج نکلیں گے۔ اور جلد ہی عملی قدم اٹھائے جائیں گے اس لئے کہ پانچ سال سے گروپ نمبر ۸ کی منظور کردہ تجاویز اور منصوبوں کی تنفیذ نہیں ہو سکی ہے جبکہ اس گروپ میں شامل بعض ممبران کی تجارتی سرگرمیاں مغربی ملکوں کے ساتھ ترقی کر رہی ہیں مثال کے طور پر مصر نے یورپی گروپ کے ساتھ تجارتی سرگرمیوں کو بہت ترقی دی ہے۔ یورپی مشترکہ منڈی کے ساتھ اس نے تجارتی معاہدہ پر دستخط بھی کر دیئے ہیں، ترکی نے اسرائیل کے ساتھ آزاد تجارتی منطقہ قائم کرنے پر سمجھوتہ کر لیا ہے، دوسری طرف یورپی مشترکہ منڈی کے ساتھ تجارتی سمجھوتے کی کوشش کر رہا ہے، نجم الدین اربکان کے بعد اندیشہ یہ ہونے لگا کہ کہیں خدانخواستہ اسلامی گروپ ۸ کا وجود بھی خطرے میں نہ پڑ جائے لیکن مصر و پاکستان اور ایران کا اصرار ہے کہ یہ تنظیم باقی رکھی جائے، البتہ نام کی تبدیلی میں کوئی مضائقہ نہیں، چنانچہ اب اسلامی گروپ ۸ سے اس تنظیم کو یاد کیا جاتا ہے۔

اسلامی دنیا کے مبصرین کو توقع ہے کہ اس گروپ کے قیام سے مشترکہ اسلامی منڈی کے قیام کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے گا کہ مغربی ملکوں کی اجارہ داری کا خاتمہ اس طرح ممکن ہے ورنہ گاٹ معاہدہ کی زنجیروں میں جکڑ جانے کے بعد مسلم ممالک کی غلامی کا بدترین دور شروع ہو جائے گا۔

گروپ ۸ کا تعارف:- اس گروپ کا مرکزی ڈھانچہ آٹھ اسلامی ممالک کے سربراہوں پر مشتمل ہے وہ اس تنظیم کے ذریعہ باہم مشورہ کرتے ہیں اور سال میں ایک یا دو بار جمع ہو کر فیصلے کرتے ہیں اب تک اس تنظیم کے آٹھ جلسے ہو چکے ہیں۔

پہلے اجلاس میں جو چوٹی کانفرنس میں دو سیاسی دستاویز تیار کئے۔ پہلے دستاویز میں اسلامی

ملکوں کے آٹھ بنیادی ارکان کے تنظیمی ڈھانچہ کا بیان تھا، دوسرے میں استنبول چوٹی کانفرنس کا اختتامی اعلانیہ تھا۔ اس اعلان کو بنیادی اعلان قرار دیکر اس کے مندرجہ ذیل مقاصد تعین کئے گئے۔

مجلس وزراء: اس میں آٹھ ملکوں کے وزرائے خارجہ ہوں گے۔ ہر سال یہ وزراء دوبار جمع ہوکر آٹھوں ممالک میں کام کرنے والے ذمہ داروں کی رپورٹوں اور تجاویز پر غور کریں گے، وقت ضرورت ہنگامی میٹنگ بھی طلب کی جاسکتی ہے۔

اعلیٰ اختیاری کمیٹی: گروپ ۸ کے ممالک سے تعلق رکھنے والے وزراء کی سطح کے افسران پر مشتمل ہوگی جو سال میں دوبار جمع ہوں گے اور اپنے اپنے ملکوں کے وزرائے اعظم کو رپورٹ پیش کریں گے اس کمیٹی کو یہ بھی حق تفویض کیا گیا ہے کہ وہ حسب ضرورت کمیٹی کی تشکیل کریں تاکہ گروپ ملکوں کے درمیان منصوبوں اور تعاون کے طریقوں کے بارے میں غور اور فیصلے کرسکے۔

اب تک اس اعلیٰ اختیاری کمیٹی نے پانچ اجلاس کئے ہیں اور اتفاق رائے سے مندرجہ ذیل ممبر ملکوں کو خاص میدانوں میں جو کام سپرد کیا ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ بنگلہ دیش: دیہی ترقی (۲) انڈونیشیا: انسانی وسائل کی ترقی (۳) مصر: تجارت (۴) ایران: معلومات مواصلات، سائنس ٹکنالوجی (۵) ملیشیا: سرمایہ کاری، مالی امداد، بینک کاری، بچت اسکیم (۶) نائیجیریا: زراعت، (۷) پاکستان: صنعت، (۸) ترکی: صحت۔

اس گروپ نے تنفیذ کئے تھے، ۶۵ منصوبے تجویز کئے ہیں تاکہ ممبر ممالک ان میدانوں میں ایک دوسرے کی امداد کریں اور اپنے تجربات سے دوسروں کو فائدہ پہونچائیں، اعلیٰ اختیاری کمیٹی نے ۶۵ میں سے ۲۵ منصوبوں کا انتخاب کرکے فوری طور پر چھ منصوبوں کو نافذ کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ چنانچہ تجارت کے میدان میں ایک بین الاقوامی مشترکہ تجارتی کمپنی قائم کردی گئی۔ دوسرے نمبر پر انسانی وسائل کی ترقی، کام کے مواقع مہیا کرنا، تیسرے نمبر پر صنعتی اور زرعی ترقی کے لئے مالی امداد، سرمایہ کاری، بچت اسکیم، اسلامی کفالت کا پروگرام، چوتھے نمبر پر زرعی ترقی کے لئے ساحلی علاقوں میں مچھلیوں کی افزائش کا نظام نافذ کرانا۔ پانچویں نمبر پر ٹیلی مواصلات معلومات، صنعت ٹکنالوجی سے متعلق معلوماتی مراکز کا قیام۔ اسلامی ملکوں میں صنعتی کارخانوں کے قیام کے ذریعہ تمام اسلامی ملکوں کو خودکفیل بنانے کا پروگرام

گروپ ۸ کا اقتصادی جائزہ

اس گروپ کو عام طور سے ترقی پذیر ملکوں میں شامل کیا جاتا ہے۔ بجز ملیشیا کے، کہ اس کی اقتصادی حالت گروپ کے تمام ممالک میں سب سے افضل ہے اس کی مقامی صنعتی پیداوار کا تناسب ۴۰ فیصدی ہے، جو مسلم ملکوں میں سب سے زیادہ ہے، انڈونیشیا گروپ کے ممالک میں آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا ملک ہے۔ اس کی مجموعی آبادی ۴ء۲۰۳ ملین ہے پاکستان کا نمبر اس کے بعد ہے اس کی آبادی ۱۴۴ ملین ہے تیسرے نمبر پر بنگلہ دیش کی آبادی ۷ء۱۲۲ ملین ہے۔ اس گروپ میں سب سے کم آبادی ملیشیا کی ہے یعنی صرف ۲۱ ملین، پورے گروپ کی کل آبادی ۷ء۷۸۷ ملین ہے جو پورے عالم اسلام کی آبادی کا نصف ہے۔

غیر ملکی قرضوں کی لعنت میں گروپ کا ہر ملک کم و بیش گرفتار ہے سب سے زیادہ گرفتار بلا انڈونیشیا ہے جس کے سر پر ۱۳۶ ارب ڈالر کا غیر معمولی بوجھ ہے۔

قرض کے بیش و رد ہ ایک بنیادی سبب سوہار تو حکومت کا کرپشن بھی ہے، ترکی دوسرے نمبر پر ہے اس پر ۲ء۹۱ ارب ڈالر کا قرض ہے ملیشیا جیسے خوشحال ملک کو بھی یہودی ساہوکاروں اور سود خوروں نے نہیں بخشا اور ترقی کے نام پر سینتالیس ارب ڈالر کا قرض زبردستی اس کے سر منڈھ دیا۔ ایران اس لحاظ سے اس گروپ میں بہتر پوزیشن میں ہے کہ اس پر ۵ء۱۱ ارب ڈالر کا قرض ہے، یہ بات امید افزا ہے کہ ملیشیا بیرونی ملکوں کو سالانہ تہتر ارب ڈالر کا سامان برآمد کرتا ہے۔ اس کے بعد انڈونیشیا کا نمبر آتا ہے جو ۸ء۴۸ ارب ڈالر کا سامان باہر بھیجتا ہے اس میں کپڑا اور ربر کی مصنوعات کو اولیت حاصل ہے، ترکی ۹ء۲۵ ارب اور مصر ۱ء۳ ارب ڈالر کا سامان برآمد کرتا ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ایشین ٹائیگرس کے سات ملکوں میں ملیشیا اور انڈونیشیا نے اپنے یہاں جو صنعتی کارخانے قائم کئے ہیں ان کا بنیادی مقصد بیرونی ملکوں کو اپنی مصنوعات فراہم کرنا ہے۔ اسی کے ساتھ بچت کھاتوں کے ذریعہ سرمایہ کاری کرنے میں ملیشیا کا نمبر تمام مسلم ملکوں میں پہلا ہے، اس نے عوامی بچت سے جو کارخانے قائم کئے ہیں اس کی مصنوعات کا بڑا ہم حصہ وہ بیرونی ملکوں کو بھیجا ہے اور اسلامی اصول تجارت کے مطابق سرمایہ کاروں کو چالیس سے سینتالیس فیصدی منافع دیتا ہے مثال کے طور پر ملیشیا وہ پہلا اسلامی ملک ہے جہاں کے ملازمین سرکاری اور پرائیویٹ اداروں میں اپنی آمدنی کا دس فیصدی حج کیلئے جمع کرتے ہیں، حج کے فریضہ سے فراغت کے بعد بھی اتنی رقم باقی رہ جاتی ہے جس سے تجارتی منصوبوں میں سرمایہ کاری کی جاتی ہے۔ اس وقت ایک سو دس ایسے منصوبے حکومت کی نگرانی میں چل رہے ہیں

انڈونیشیا اپنی مصنوعات کا اکتیس ۳۱ فیصدی باہر بھیجتا ہے، اس کے باشندے بھی بچت کے معاملہ میں ملیشیا کے بعد دوسرے نمبر پر ہیں۔

اس مثبت جائزہ کے بعد ان آٹھ اسلامی ملکوں میں بیکاری اور افراط زر کے بھی مسائل ہیں جو باعث پریشانی ہیں جیسا کہ ۱۹۹۸ء کے اقتصادی جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس گروپ میں مصر ایسا ملک ہے جہاں افراط زر کی شرح ۶ء۳، بنگلہ دیش میں ۳ء۵، ملیشیا میں ۱ء۹، سالانہ ہے، ترکی اور انڈونیشیا کا حال سب سے بدتر ہے کہ ترکی میں ۴ء۷۲ اور انڈونیشیا ۳ء۷۱ فیصدی ہے،

جہاں تک اس گروپ کے ملکوں میں انسانی وسائل کی ترقی کا تعلق ہے تو اقوام متحدہ نے ۲۰۰۰ء میں جو اعداد و شمار جاری کئے تھے اس کے اعتبار سے اس گروپ کے چھ ممالک میں درمیانی اور دو ملکوں میں بہت پست سطح ہے۔

گروپ ۸ کے ممالک عام طور پر آزاد اقتصادی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ اس کی بنا پر ان کے درمیان تجارتی اور اقتصادی میدانوں میں ترقی کے بڑے مواقع ہیں لیکن اس کے باوجود ان گروپ کے بیشتر ارکان یورپی و امریکی تجارتی منڈیوں سے وابستگی رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں، حالانکہ اس سے ان کا خسارہ ہی خسارہ ہے، ارکان کے جانے کے بعد اس گروپ کی سرگرمی بہت سست رفتار ہے ممبر ملکوں کے درمیان سرگرم تجارت میں قابل لحاظ اضافہ نہیں ہوا ہے، ملیشیا اور پاکستان اس میدان میں اہم کردار ادا کرسکتے تھے، لیکن انور ابراہیم کے زوال اور پاکستان کے سیاسی انتشار کی بنا پر فی الحال کوئی سرگرم جد و جہد کے آثار دکھائی نہیں دیتے لیکن اسلامی ملکوں میں یہ تڑپ موجود ہے

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

(بقیہ) شب گریزاں ہوگی آخر.....

راہبہ جس نے اپنی زندگی کا مقصد نصرانیت کی تبلیغ قرار دے رکھا تھا۔ دعوتی مقصد سے ایک عرب نوجوان کے گھر جاتی ہے تاکہ مسیحیت کی تبلیغ کرسکے، وہ نوجوان تھوڑی سی مہلت لیتے ہیں پھر اہتمام سے وضو کرکے خوشبو لگا کے قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگتے ہیں۔ وہ خاتون اس اہتمام کو نوٹ کرتی ہے اور تلاوت کے وقت کی کیفیت کو محسوس کرتی ہے۔ ان کی آنکھوں سے گرتے ہوئے آنسو، پرسوز لہجہ اور پرشکوہ الفاظ سنتی ہے اسے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کسی نئی دنیا میں ہو اور اس کے سامنے فرشتہ آسمانی کلام سنا رہا ہو۔ وہ مبلغہ اس روحانی ماحول سے مرعوب ہوجاتی ہے۔ جب وہ نوجوان تلاوت سے فارغ ہوتے ہیں تو یہ مسیحی مبلغہ جو ایک مسلمان نوجوان کا شکار کرنے آئی تھی خود اسلام کا شکار ہوجاتی ہے۔

● ایک لندنی خاتون کو ردی کی ٹوکری میں ایک کاغذ ملتا ہے جس پر قرآن کی چند آیات درج ہیں، اُن کا ترجمہ بھی ہے، وہ ان آیات کو پڑھتی ہے، اس کی جستجو اور طلب بڑھ جاتی ہے وہ پتہ چلاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو قرآن مجید ہے، دوسرے ہی دن وہ اسلام کے آغوش میں پہنچ جاتی ہے۔

● گناہوں کے دلدل میں پھنسی ایک رقاصہ پیرس کی شاہراہ پر ایک عرب خاتون کو سر سے پاؤں تک لباس میں دیکھتی ہے سوال کرتی ہے آپ تو مقدس مریم کی روح لگتی ہیں۔ آپ کون ہیں۔ وہ اپنے کو مسلمان بتاتی ہے اور کہتی ہے کہ اسلام ہی نے ہم کو یہ لباس عطا کیا ہے۔ یہ رقاصہ رنگ و روغن اور فیشن سے بے پروا معصوم و دلکش اور مقدس صورت سے مرعوب ہوجاتی ہے۔ آنکھوں میں نمی آجاتی ہے وہ بے اختیار اس عرب خاتون کے پیچھے چلنے لگتی ہے، اس کی قیام گاہ پر جاتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہے کہ ہمارے معاشرہ نے عورتوں کو جتنا ذلیل و رسوا کیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کلمہ پڑھتی ہے اور بیت اللہ کا رخ کرتی ہے اور وہیں کی ہوکر رہ جاتی ہے۔

● وہ پیرس کا مشہور سرجن ہے، اس کے مریضوں میں الجزائر کی ایک بزرگ خاتون ہیں جن کا جسم زخموں سے چور ہے، لیکن کوئی خیریت دریافت کرتا ہے تو وہ بڑے سکون و اطمینان اور مسرت کے ساتھ الحمدللہ کہتی ہے۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے ان کے چہرے پر ایک عجیب چمک ظاہر ہوتی ہے، شدید تکلیف کے باوجود آہ اور کراہ نہیں کرتی اور نہ ہی مایوسی ظاہر کرتی ہے۔ فرانسیسی سرجن حیرت سے اس مریضہ کو دیکھتا ہے کہ اس کے پائے استقلال میں ذرہ برابر لغزش نہیں، پہاڑ سے زیادہ وہ ثابت قدم ہے وہ یہ بھی نوٹ کرتا ہے کہ شدید تکلیف کے باوجود یہ ضعیفہ اشاروں ہی اشاروں میں ہاتھ باندھتی اور کچھ زیر لب پڑھتی جاتی ہے، ایسے عالم میں اس پر عجیب نورانی کیفیت ہوتی ہے آخر اس سرجن سے رہا نہیں جاتا۔ وہ اس کو وہ پیکر انسان سے اس اطمینان و سکون کی وجہ دریافت کرتا ہے، الحمدللہ کے معنیٰ کے بارے میں معلوم کرتا ہے۔ دوسرے ہی دن بغیر کسی سرجری کے دل و دماغ میں ایمان داخل ہوجاتا ہے۔

(جاری)

میرے علی بھائی!

● پروفیسر عطیہ خلیل عرب — چیئر پرسن شعبہ عربی جامعہ کراچی

علمی دینی اور عربی زبان و اسلامی ادب کے ستون، فقید المثال، معتبر داعی اسلام، ادیب خوش بیان مقرر، عارف باللہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ایک شخص نہیں بلکہ ایک پوری علمی و دینی کائنات کا نام ہے، مسلمانان ہند کے لئے ان کا وجود حصن حصین (مضبوط قلعہ) کا درجہ رکھتا تھا یعنی بقول شاعر ؎

وما كان قيس هلكه هلك واحد
ولكنه بنيان قوم تهدما

شاعر کہتا ہے کہ (قیس کی موت کسی فرد واحد کی موت نہیں بلکہ اس کی موت سے تو پوری قوم کی بنیادیں متزلزل ہو گئیں)

یا یوں کہیئے ؎

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

ہمارے خاندان کا علی میاں کے گھرانے سے دیرینہ علمی، دینی اور گھریلو رشتہ و تعلق ہے، نسلاً بعد نسلٍ یہ رشتہ انشاء اللہ قائم رہے گا۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء ایک تاریخی اور تاریخ ساز بین الاقوامی دینی و تعلیمی ادارہ ہی نہیں بلکہ اسلامی تربیت گاہ بھی ہے، یہاں عظیم ترین اہل علم نے عربی زبان اور دینی علوم کی سرپرستی اور نشر و اشاعت کے فرائض انجام دیئے ہیں، ہمارا اس دارالعلوم سے قلبی روحانی اور آبائی تعلق ہے جبکہ ہمارے دادا جو عربی النسل تھے وہ اس کے شیخ الحدیث اور نانا سید امیر علی ملیح آبادی شیخ التفسیر رہے اور والد مرحوم علامہ خلیل عرب اپنے وقت کے شیخ الادب العربی تھے۔

شخصیت

علی بھائی میرے والد کے محبوب و مایۂ ناز شاگرد اور ان کے فاضل اجل والد حضرت مولانا سید عبدالحی حسنی مصنف "نزھۃ الخواطر" میرے دادا شیخ محمد بن حسین الانصاری اور میرے نانا مرحوم سید امیر علی ملیح آبادی صاحب تفسیر مواہب الرحمن کے شاگرد تھے (میری والدہ ان کی اکلوتی صاحبزادی تھیں) ہمارے خاندان کیلئے خاص طور پر میرے لئے دوہرا غم ہے، وہ اب میرے والد کی جگہ سرپرست و قدرداں تھے۔ ندوۃ العلماء میرا گھرانہ اور ان کا خاندان اور ندوی اساتذہ و طلبہ میرے جسم و جان کا حصہ ہیں اور رہیں گے دنیا ان کو بڑے بڑے القاب سے یاد کرتی ہے اور بلاشبہ وہ عظیم تر و شریف ترین، کریم النفس، مجاہد فی سبیل اللہ خانوادۂ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور ہر قسم کی عزت و تکریم کے مستحق رہیں گے، لیکن میری قوت سامعہ نے علی بھائی اپنی بہن اور بھائی محمد بن خلیل عرب سے سنا اور بچپن ہی سے علی بھائی کہا اور اپنے خاندان کے علم کا واحد وارث تسلیم کیا۔ اب میں واقعی یتیم ہو گئی ہوں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

> ان کی عربی کتب عرب اور غیر عرب دنیا کی جامعات اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہیں

هيهات لا ياتي الزمان بمثله
ان الزمان لمثله لبخيل

اسلئے کہ بقول متمم بن نویرۃ الیربوعی:

ابی الصبر آیات اراها تنسنی
اری کل حبل بعد حبلك اقطعا

علی بھائی کی میرے نام ہر تحریر خواہر عزیز اختی الفاضلہ سے شروع ہوتی ہے یا کتاب دی تو للاخت العزیزہ عطیہ بنت استاذنا الجلیل خلیل عرب من اخیها ابی الحسن علی ندوی لکھ کر دی، ہم اپنی قلبی کیفیت کیا لکھیں، کیونکر لکھیں، ہم کو لگتا ہے نہ صرف ہم بلکہ علمی دنیا ایک ایسی ہستی سے محروم ہو گئی جو سلف صالحین کا نمونہ اور قرون اولیٰ کے اہل دل، اہل ایمان کامل کی یادگار تھی۔

والد مرحوم علی بھائی کو اور علی بھائی والد کو کس قدر عزیز رکھتے تھے اس کا اندازہ کرنا ممکن نہیں، ان کے غم نے ہم کو نڈھال کر دیا وہ ہم پر اس قدر شفقت کرتے اور ایسی حوصلہ افزائی کرتے تھے جس کی مثال نہیں، ہم کسی قابل نہیں۔ والد مرحوم سے بے انتہا محبت رکھتے اور ان کی وفات کے بعد ہماری خبر گیری اور ہمارا خیال رکھتے تھے۔ بڑی بڑی صبر آزما مشکلات میں ہمیں سہارا دیا کبھی تنہا نہ چھوڑا، اپنی تحریر و تقریر میں ادب و احترام اور خلوص و محبت ہی نہیں بلکہ احسان مندانہ جذبات کے ساتھ عربی اردو ہر زبان میں والد کو یاد رکھا اور انہی کے حوالے سے ہمیں کبھی فراموش نہیں کیا، حال ہی میں عرب دنیا کو ایشیا کی مسلم خواتین کی نمائندگی کے لئے ایک بین الاقوامی دینی اجتماع میں کسی خاتون کی ضرورت تھی، علی بھائی سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے میرا انتخاب کیا، میں نے میٹنگ سے واپس آ کر شارقہ سے ان کو فون کیا اور اپنی بے بضاعتی کا اعتراف کیا۔ اس پر فرمایا "عزیزہ آپکا ہم پر بڑا حق ہے، ہم اپنے استاذ و محسن و مربی آپ کے والد ماجد کا حق نہیں ادا کر سکتے" ہر موقع پر علی بھائی نے مجھے حوصلہ دیا، پورا ندوۃ العلماء ان کے احترام و تقلید میں میرا قدر دان ہے اور ان کے غم میں ان کے عقیدت مند دنیا کے ہر خطے میں بے قرار ہیں بجا کہ اجل محتوم اور قضائے مبرم سے کسی کو مفر نہیں ہم ان کی زندگی میں ہر مسئلہ حل کر لیا کرتے تھے ان کا غم برداشت نہیں ہوتا، آخری بار رمضان المبارک کی ۱۸ یا ۱۹ تاریخ کو ہم نے لکھنؤ سے فون پر علی بھائی کی آواز سنی، بڑا ضعف تھا۔ فرمایا: "خواہر عزیز! ہمارے لئے دعا کیجئے۔ طبیعت ناساز ہے"۔ یہ سن کر ہمارا دل لرز اٹھا اور ہم فکر مند ہو گئے، ہم نے برادر عزیز فضل ربی ندوی اور عزیزم قاری رشید الحسن کو بتایا اور سبھی نے تشویش کا اظہار کیا۔ ہمارا دل ڈوبنے لگا لیکن ان کا خالق حقیقی بھی تو ان سے پیار کرتا ہے قرآن کریم جس پر علی بھائی نے آخر دم تک عمل کیا اور سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے اپنے رب سے جا ملے وہ جنتی تھے اور نفس مطمئنہ کی جو علامت قرآن کریم میں ملتی ہے اسی طرح مومنانہ شان سے داعی اجل کو لبیک کہا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ہمیں اس موقع پر الخنساء رائی العرب کا شعر یاد آتا ہے جو ہمارے دلی جذبات کا ترجمان ہے۔

دفعت بك الخطوب وانت حي
فمن ذا يدفع الخطب الجليلا

(اے بھائی! جب تک تو زندہ رہا میں ہر غم تیرے سہارے اٹھا لیا کرتی تھی لیکن تیرے غم کا جو پہاڑ مجھ پر ٹوٹا ہے وہ کون اٹھائے گا)

اسلامی دنیا اور مسلم امت علی بھائی کی ہمیشہ احسان مند رہے گی۔ اور ان کی بے لوث علمی و دینی خدمات ان کی یادگار ہی نہیں بلکہ ملت کا قابل فخر سرمایہ اور اس کی رہنمائی کا سامان رہیں گی، عربی ہو یا اردو ان کی تقریر و تحریر میں روانی اور سحر آفرینی تھی۔

حق تو یہ ہے کہ زندگی بھر علی بھائی اسوۂ حسنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے رہے اور مسلم امت کی کردار سازی اصلاح معاشرہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا ہی ان کا مقصد حیات تھا کہ یہی اہل ایمان و اہل تقویٰ کی پہچان ہے، دنیا سے بے نیاز انسانیت کی خیر و فلاح کیلئے دیس پردیس ہر جگہ بلکہ دنیا کے کونے کونے میں زبان و قلم سے جہاد کرتے رہے۔

بین الاقوامی سطح پر مشرق و مغرب میں ان کے شاگرد و ان کے بھی شاگرد لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں جو ان کے مشن دعوت حق و تدریس و تبلیغ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں علی بھائی کے لاکھوں روحانی عقیدت مند ہیں، ان کی روحانیت بے نفسی تواضع و انکساری للٰہیت عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر ان کے عمل نے اللہ رب العزت کے کرم سے ان کو اخلاقی و روحانی پیشوا کا مرتبہ عطا کر دیا۔

بعض غیر مسلم بھی ان کی انسانیت دوستی کے قائل اور عقیدت مند رہے ہیں، علی بھائی دنیا بھر میں متعدد تعلیمی و تبلیغی مراکز کے بانی اور صدر ہونے کے ساتھ ساتھ کئی ممالک برطانیہ، امریکا، عرب و ہند و پاک کی جامعات کے معزز رکن تھے، ان کی عربی کتب عرب اور غیر عرب دنیا کی جامعات کے نصاب میں شامل ہیں، اور ان کی زندگی میں ان پر تحقیقی مقالات لکھے گئے، وہ رابطہ ادب اسلامی کے بانی و صدر تھے، بلا مبالغہ بیسویں صدی کے اکابرین میں ان کی مثال نہیں ملے گی۔

علی بھائی علم و عمل کے ایسے چراغ ہر جگہ روشن کر گئے ہیں جو ہمارے لئے مشعل راہ رہیں گے اور اس طرح علی بھائی اپنی کتب میں اپنے قائم کردہ بے شمار دینی مدارس اور دینی اداروں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ وہ آج بھی لاکھوں دلوں کی دھڑکن اور آنکھوں کی بصیرت ہیں۔

ہرگز نہ میرد آں کہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

علی میاں امت مسلمہ کے محسن تھے یہی وجہ ہے کہ آج دنیا بھر کے مسلمان خود کو یتیم محسوس کر رہے ہیں

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اس صدی کے عظیم انسانوں اور جدید اسلامی احیاء کے جلیل القدر بانیوں میں سے ایک تھے ان کے انتقال سے عالم اسلام اپنے ایک گرانقدر محسن سے محروم ہو گیا۔ مولانا علی میاں نے دعوت و تبلیغ کا کام اپنے طالب علمی کے دور سے شروع کر دیا تھا۔ ندوۃ العلماء ان کی علمی اور دعوتی سرگرمیوں کا مرکز رہا۔ جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت سے بھی ان کا زندگی کے مختلف ادوار میں تعلق رہا، اخوان المسلمون اور اسلامی احیاء کی تمام ہی اہم تحریکوں سے ان کا گہرا تعلق تھا۔ میں ان کی وفات کو بالکل اسی طرح محسوس کر رہا ہوں۔ جس طرح اپنے والد محترم اور مشفق استاذ اور رہنماؤں کی شفقت اور سرپرستی سے محرومی کو محسوس کیا تھا۔ مولانا علی میاں میرے اور میری نسل کے مسلمانوں ہی کے نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کے محسن تھے ان کی زندگی میں اسلاف اور بزرگوں کی جھلک نمایاں ہوتی تھی۔ اور وہ ایک خلق کے لئے چشمہ نور و ہدایت تھے۔ ان کا تعلق صرف بھارت سے نہیں پوری دنیا کے مسلمانوں سے تھا۔ اور ہم سب ان کے اٹھ جانے سے اپنے آپ کو ایک بار پھر یتیم ہوتا محسوس کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ مولانا علی میاں کو جنت کے اعلیٰ ترین درجات میں جگہ دے اور ان کے تمام لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ ●●

نورِ یقین
علامہ اقبال

حرم کو بندۂ لات و منات کیا جانے
ثبات چیز ہے کیا بے ثبات کیا جانے
جلال پنجۂ محمود و اشگاف سہی
کمال ضرب الٰہ سومنات کیا جانے
قمار خانۂ عقل و خرد کی ذریت
ادائے صوم نوائے صلوٰۃ کیا جانے
وہ دل جو نور یقیں سے خالی ہے
فیض سحر حسن معجزات کیا جانے

مضراب اور خار و گل

ع۔ ع۔ ن

جناب اظہر غوری کے کلام کے دو مجموعے اب تک شائع ہو چکے ہیں "مضراب" نظموں کا مجموعہ ہے اور "خار و گل" غزلوں کا گلدستہ۔ شاعری اور بے راہ روی ایک مشہور بات ہے، "بے راہ رو" کو قرآنی زبان میں "غاوی" کہا گیا ہے۔

وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ٥ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ٥ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ٥ (شعراء: ٢٢٤)

اور شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلا کرتے ہیں، کیا تم کو معلوم نہیں کہ وہ (شاعر لوگ خیالی مضامین) ہر میدان میں حیران پھرا کرتے ہیں۔ اور زبان سے وہ بات کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔

شاعری کے تجربات سے حرف بہ حرف قرآن کریم کی تصدیق ہوتی ہے۔ شعر میں جان جھوٹ اور مبالغے سے پیدا کی جاتی ہے۔ الفاظ اور افکار کے درمیان جو مصنوعی ربط پیدا کر دے وہ اچھا شاعر سمجھا جاتا ہے اور اس کا فن کامیاب اور اس کی فکر نایاب سمجھی جاتی ہے لیکن قرآن نے جہاں ایسے شعراء کا ذکر کیا ہے "ہر وادی میں بھٹکنے والے" اور جو خود نہ کرتے ہوں وہ دوسروں کو سنانے والے ہیں اور بکثرت ہیں اور ہر دور میں بزم شعر و ادب میں نمایاں رہے ہیں انہی کے پہلو بہ پہلو ایسے فنکار اور اصحاب علم و معرفت پیدا ہوئے ہیں، جن کو قرآن نے اس زمرے سے الگ کر دیا ہے۔

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا ٥

ہاں مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے انھوں نے (اپنے اشعار میں) کثرت سے اللہ کا ذکر کیا۔

اس آخری زمرہ میں جن کا ذکر کتاب حکیم میں إِلَّا الَّذِينَ سے آیا ہے۔ جناب والا ابو مسعود محمد اظہر خاں ندوی بھی ہیں۔ اظہر ان کا تخلص اور غوری خاندانی نام ہے، ضلع سلطانپور (یوپی) کے قصبہ حمزہ پور پٹھان ان کا وطن ہے، اور ندوۃ العلماء اور لکھنؤ یونیورسٹی دونوں اسلامی اور عصری (بالترتیب) دانش گاہوں سے فیض اٹھایا ہے، اٹھارہ کتابوں کے مصنف ہیں ان کے اشعار پڑھئے تو محسوس ہوگا کہ ایک مرصع کلام ہے اور گویا آپ ایک صاحب دل، صاحب کیف اور صاحب ایمان کا وعظ سن رہے ہیں وجد کی سی کیفیت طاری ہے، دماغ اگر ان کے حسن تلاش، فن عروض پر دستگاہ اور شعر گوئی کی صلاحیت کا معترف ہوتا ہے تو دل انکی باتیں سن کر اپنی کوتاہیوں پر شرمندہ اور ان کی دردمندی کا معترف ہو جاتا ہے، نظم میں ابتدائیات کے بعد پہلا باب ہے "خوشۂ انگور" جس کی ابتدا ہوتی ہے، حمد باری سے جس کے قافیے میں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، اللّٰهُ اکبر، سبحان اللّٰه الحمد لله، اللّٰه اکبر، اللّٰه اکبر، لاحول ولا قوۃ الا باللّٰه، استغفر اللّٰه اور جل جلالہٗ ہے مشاعرہ کا نہیں بلکہ مسجد کا ماحول سامنے آجاتا ہے، جیسے کہ محراب مسجد میں خشوع و خضوع سے کھڑے ہاتھ بندھے ہیں، آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی ہیں اور زبان پر اس کی یہ اشعار جاری ہیں ؎

کسے ہے چون و چرا کی جرأت کرم ترا ہے عتاب تیرا
کسے ہے دم مارنے کی طاقت ثواب تیرا عذاب تیرا
چمن چمن میں ہے تیرا نغمہ، کلی کلی میں ترا تبسم
شفق شفق تجھ سے رنگ بھرا سبق سبق ہے گلاب تیرا
نفس نفس ہے رہین منت، کرم کا محتاج لمحہ لمحہ
مجال کس کی سہارا پائے ذرا سا بھی اجتناب تیرا

ان اشعار کو سن کر آپ کا دل پسیجے گا اور زبان سے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ نکلے گا اور اسی قافیے پر دوسری غزل ؎

فروغ حسن اجل لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
قرار قلب و جگر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

اور پھر عظمت خداوندی کا اظہار زبان سے نہیں بلکہ روئیں روئیں سے اللہ اکبر کی صدا نکلنے لگی اور شاعر آپ کے کان میں یہ آواز دے رہا ہوگا ؎

مکان و لامکاں اللہ اکبر
ہے سر کون کن فکاں اللہ اکبر
ہیں اس کے دست قدرت کے کرشمے
زمین و آسماں اللہ اکبر

اس نظم کا دوسرا بند ؎

یہ رحمت کا سماں اللہ اکبر
کہاں ہم اور کہاں اللہ اکبر

اور اسی طرح تیسرا چوتھا پانچواں چھٹا بند

پڑھتے وقت آپ محسوس کریں گے کہ آپ محراب مسجد میں کھڑے ہیں اللہ کی کبریائی یاد کر رہے ہیں اور زبان پر اللہ اکبر کے ساتھ سبحان اللہ، اور الحمد للہ اور اللہ اکبر لاحول ولا قوۃ الا باللہ استغفر اللہ اور جل جلالہٗ ہے جسم کا ہر ذرہ تسبیح پڑھتا ہے۔ کتاب کا دوسرا باب خشوع و خضوع پر محیط ہے، سرکار رسالت پناہ، آپ کے اوصاف، آپ پر درود و سلام آپ کی محبت میں سرشاری، آپ کی سنت پر چلنے کی تمنا اس طرح موجزن ہے کہ زبان پر بے اختیار آئے گا ؎

سلام اس پر کہ جس کا نام جزو خاص ایماں ہے
سلام اس پر محبت جس کی پیوست رگ جاں ہے

آگے ورق الٹئے تو صدیق اکبرؓ کی جلالت شان، فاروق اعظمؓ کی عظمت کا نشان، عثمان غنیؓ کی جود و سخا کا دریا رواں اور علی مرتضیٰؓ کی شان علم و شجاعت کا میدان نظر آئے گا۔

شاعر صرف شاعر ہی نہیں بلکہ عالم اور دینی ادبیات پر نظر رکھنے والے صاحب علم و آگہی ہیں اس لئے عربی اشعار کے ترجمے بھی نظم میں پورے حسن و جمال کے ساتھ موجود ہیں، شاعر یقینی عالم دل دردمند کے مالک فن شاعری پر عبور رکھنے والے صاحب قلم ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ عالم اسلام سے بھی بے خبر نہیں ہیں۔ سید قطب شہیدؒ اور ان کو شہید کرنے والے ظالم سے بھی واقف ہیں۔ اپنے تاثرات انھوں نے چھپائے نہیں ہیں شاعری پر قدرت اور الفاظ کی بندش میں عبارت کا اندازہ ان کی ان نظموں سے ہوتا ہے جو "الفاظ" اور "اجنبی" کے عنوان سے انھوں نے نقل کئے ہیں ان کا شعلۂ فکر انقلاب لے انقلاب والی نظم قم باذن اللہ کہنے کا جوش دلوں میں گرمی اور فکر میں درخشانی پیدا کرتا ہے، مولانا آزاد کی یاد میں ایک نظم ہے ڈاکٹر فریدی پر چار نظمیں ہیں، ندوہ کے اساتذہ میں مولانا ابو العرفان خاں ندوی پر ایک مستقل قطعہ ہے اور حضرت مولانا علی میاںؒ کے عنوان سے جو نظم ہے اس میں ان کی عقیدت اور محبت کا اعتراف دل و دماغ کی وسعتوں کے ساتھ جلوہ گر ہے جس میں وہ لکھتے ہیں ؎

آبروئے رتبہ دین و شریعت تجھ سے ہے
مسند ارشاد و تلقین و ہدایت تجھ سے ہے
آج قائم تجھ سے ہے ناموس علم دین و حق
یادگار بزم اصحاب فضیلت تجھ سے ہے

شاعر عالی مقام اظہر غوری صاحب نے ١٥٢ غزلوں کا مجموعہ "خار و گل" ملت کے حضور پیش کیا ہے شاعر نے کس ماحول میں اور کن ذہنی اور اجتماعی الجھنوں کے ساتھ اس کو مرتب کیا ہے اس کی قدر تو ہر وہ شخص کرے گا جس کو علم و ادب کی آگہی نصیب ہے مگر وہ حقیقی الجھن اور جس دشوار رہ گزر کو طے کر کے شاعر نے اپنا یہ کلام دانشوران شعر و ادب کے حضور پیش کیا ہے اسکو وہ خود "ناگفتنی" کا عنوان دے کر اپنے پیش لفظ میں بیان کیا ہے لکھتے ہیں:

"ایک ایسے شخص کیلئے جو شعر و ادب کے میدان سے باقاعدہ وابستہ نہ ہو اور سازگار ماحول اور ذہنی یکسوئی سے بھی محروم ہو، ادبی تخلیقات میں حصہ لینا ایک دشوار طلب عمل ہے تاہم اپنے ذوق کی تسکین کیلئے قارئین کی خدمت میں "خار و گل" پیش کرتے ہوئے جسارت کے ساتھ یک گونہ مسرت کا احساس بھی ہو رہا ہے۔ اس میں شامل ١٥٢ غزلیں برسوں میں کہی گئی ہیں لیکن اس طرح کہ کسی سال دس بیس غزلیں ہو گئیں تو کئی کئی سال تک ایک شعر کہنے کی نوبت بھی نہ آسکی۔ آلام روزگار کے مسائل و مشکلات اور بحران کے نتیجہ میں پیدا شدہ مصروفیتیں کہاں دم لینے دیتی ہیں بہر حال جو کچھ اور جیسا کچھ ہے قارئین کے سامنے پیش ہے۔

میرا تعلق بنیادی طور پر عربی لٹریچر اور شاعری سے رہا ہے اس لئے بہت سے اشعار میں عربی اشعار کی جھلک نظر آئے گی۔ جو شاید قارئین کیلئے دلچسپی کی چیز ہو"

مظہر امام صاحب نے اپنے فاضلانہ مقدمہ میں شاعر کے صحیح رخ کو کامیابی کے ساتھ واضح کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"اظہر غوری کی شاعری ایک سنبھلی ہوئی طبیعت اور صحت مند افتاد ذہنی کی پیداوار ہے ان کے اسلوب میں روانی شگفتگی اور دل گداختگی ہے..... وہ ہر طرح کی زمین اور بحر میں اظہار کی یکساں قدرت رکھتے ہیں"

غزلوں میں صرف گل و بلبل، چاک گریباں بلبل عندلیب نہیں ہے اس کے اندر معنویت ہے، سوز ہے اور فکر و جدان کی رونمائی ہے ایک جگہ وہ لکھتے ہیں ؎

بت بنا کر پوجتا ایسا بھی وہ پتھر نہ تھا
اور میں اک عام سا انسان تھا آزر نہ تھا
بار اس کا آج تک سر سے سرے اترا نہیں
وہ ہم اک انسان کا جو یوں بھی کبھی سر نہ تھا

ڈاکٹر سید عبد الباری نے بالکل سچ لکھا ہے کہ:

"اظہر غوری غزل کے مزاج شناس ہیں اور اس کی معروف علامتوں، استعاروں اور کنایوں میں گفتگو کرنے کا آرٹ جانتے ہیں، ان کے یہاں ایسے اشعار

(باقی ص ٣٠ پر)

دہلی یونیورسٹی میں

مفکر اسلام کی علمی خدمات پر مجلس مذاکرہ

سعودی سفیر ناصر العوہلی اور سید حامد کی شرکت

حسین امین

رپورٹ :

مفکر اسلام" مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کی علمی خدمات" کے موضوع پر دہلی یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے زیر اہتمام ایک دو روزہ سیمینار کے نتیجے میں جہاں حضرت مولانا کی مختلف تصنیفات اسلوب نگارش، ایک مؤرخ، محقق اور مصنف کی حیثیت سے اُن کی شخصیت پر، ایک داعی اور مبلغ کی حیثیت سے ان کی عالمگیر سرگرمیوں اور تمام دیگر ملحوظات سے بلند ہوکر ایک عالم باعمل کی حیثیت سے دنیائے انسانیت کیلئے بے لوث خدمات نیز فکری قیادت سے متعلق مقالات کے ذریعہ خاصہ ٹھوس مواد تیار ہوا۔ وہیں اس احساس کے تحت کہ ہر چند کہ مولانا علی میاں کی زندگی اور شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر کچھ کتابیں اور مضامین سامنے آچکے ہیں۔ لیکن اور بھی وسیع پیمانہ پر کام کرنے کی ضرورت ہے اکثر علمی شخصیات کے دل کی ترجمانی اس فیصلے میں ہوئی کہ مولانا علی میاں کی ایک دو جلدوں پر مشتمل سوانح عمری تیار کرائی جائے اور ان کے نام سے ہندوستان کی کسی بھی یونیورسٹی میں ایک چیئر قائم کرنے کیلئے یو.جی.سی سے درخواست کی جائے۔ اور اسکالر شپ جاری کیا جائے یا کامیاب طلبہ کو تمغہ دیا جائے۔ شعبۂ عربی دہلی یونیورسٹی کے سربراہ اور ایک ممتاز عالم و مصنف پروفیسر محسن عثمانی کی کاوشوں کے نتیجے میں ۱۹، ۲۰ / مارچ سنہ ۲۰۰۱ء کو یونیورسٹی کے ایک ہال میں منعقدہ سیمینار کی جس میں سفیر مملکت سعودی عرب برائے ہند عالی جناب عبد الرحمن الناصر العوہلی نہ صرف اعزازی مہمان تھے بلکہ عالم عرب کی نمائندگی بھی کر رہے تھے۔ افتتاحی اور اختتامی اجلاس کی صدارت مولانا علی میاںؒ کے جانشین ناظم ندوۃ العلماء اور ایک ممتاز عالم دین اور مصنف مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے کی اور ہمدرد یونیورسٹی دہلی کے چانسلر، ملی رہنما علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر سید حامد صاحب نے کلیدی خطبہ پیش کیا۔ مولانا عبد الکریم پاریکھ، اور مولانا عبد اللہ عباس ندوی نے سیمینار میں اپنے تاثرات پیش کیے۔

سیمینار میں جس میں شعبۂ عربی دہلی یونیورسٹی کی طرف سے ندوۃ العلماء کے معتمد مالیات اور ایک ممتاز اہل قلم پروفیسر وصی احمد صدیقی صاحب کو سعودی عرب کے سفیر عزت مآب جناب عبد الرحمن الناصر العوہلی کے ہاتھوں ایک ایوارڈ سے نوازا گیا جو مولانا علی میاںؒ کی ایک درجن سے زیادہ تصنیفات پر ان کے پُر مغز تبصروں کے اعتراف میں تھا۔ مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں جو پروفیسر شریف الحسن قاسمی صدر شعبۂ فارسی دہلی یونیورسٹی، پروفیسر عبد الحق شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی، پروفیسر شفیق احمد ندوی صدر شعبۂ عربی جامعہ ملیہ اسلامیہ، ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی ریڈر شعبۂ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ڈاکٹر محسن عثمانی صدر شعبۂ عربی دہلی یونیورسٹی اور ڈاکٹر علیم اشرف خاں شعبۂ فارسی دہلی یونیورسٹی پر مشتمل ایک ۶ رکنی کمیٹی نے تیار کی تھیں جنہیں ڈاکٹر علیم اشرف نے پیش کیا۔

قرار دادیں۔ ● مولانا علی میاںؒ کی کثیر الجہات شخصیت پر ایک مفصل اور مبسوط کتاب سوانح کی شکل میں مرتب کرائی جائے جو ایک یا دو جلدوں پر مشتمل ہو۔ ● ندوۃ العلماء میں مولانا علی میاں کی شخصیت پر تحقیقی کام کرنے کے لئے ایک مرکز قائم کیا جائے جس میں موضوع سے متعلق کتابیں اور رسالوں کے خاص نمبر محفوظ کئے جائیں ● ندوۃ العلماء میں ایک بین الاقوامی سیمینار منعقد کیا جائے۔ ● مولانا علی میاں کے نام پر ہندوستان کی کسی بھی یونیورسٹی میں ایک چیئر قائم کرنے کیلئے یو جی سی سے درخواست کی جائے ● مولانا علی میاںؒ کی تصانیف ہندوستان کی مختلف یونیورسٹیوں اور تحقیقی مرکزوں میں فراہم کی جائیں تاکہ وسیع پیمانے پر ان کی شخصیت سے لوگ واقف ہوسکیں اس کام میں مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ اہم رول ادا کر سکتی ہے۔ ● مولانا علی میاںؒ کی عربی تصنیفات یونیورسٹی کے نصاب میں داخل کی جائیں اور مولانا علی میاں کے نام سے عربی طلباء کو اسکالر شپ دیا جائے یا ایم اے فائنل امتیازی نمبروں سے پاس کرنے والے طالب علم کو علی میاں ندوی میڈل دیا جائے۔

دو روزہ سیمینار (جو ۱۹ / مارچ اور ۲۰ / مارچ سنہ ۲۰۰۱ء کو ہوا۔ عربی اور اردو میں مولانا علی میاں کی مختلف تصنیفات پر بھرپور مقالے پڑھے گئے۔ بعض مقالہ نگاروں نے اور سید حامد صاحب نے اپنے کلیدی خطبے میں مولانا علی میاں کی بھرپور سوانح حیات لکھے جانے اور ان کے نام سے شعبۂ عربی دہلی یونیورسٹی میں چیئر قائم کئے جانے کی تجاویز بھی رکھی تھیں۔

سعودی سفیر شیخ عبد الرحمن الناصر العوہلی نے گویا عالم عرب کی نمائندگی کی اور مولانا علی میاں کی عربوں میں قدر و منزلت اور ان کی شخصیت کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے جذبات کی شدت سے آبدیدہ ہوگئے اور دیر تک گلوگیر آواز میں بولتے رہے۔ انھوں نے مولانا علی میاں کو اسلام کا مشعل بردار اور گذشتہ صدی کا سب سے اہم مصنف اور رہنما قرار دیا۔ اور کہا کہ علی میاں نے مسلمانوں کے مسائل پر توجہ دی۔ اپنی تحریروں سے مسلمانوں کو بیدار کیا۔ ان کی نگارشات پوری امت کے لئے ایک قیمتی سرمایہ ہیں ان کو عربوں سے بڑی محبت تھی ان کے لئے اپنے جذبات اور تاثرات کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔ ہم ان کو اپنا سمجھتے ہیں۔ ان کو فیصل ایوارڈ سے نوازا گیا جو بمشکل قبول کیا۔ یہ رابطہ عالم اسلامی کے بانی رکن تھے، مدینہ یونیورسٹی کی مجلس عاملہ کے رکن تھے، ان کی تصنیفی خدمات امت مسلمہ کو ہمیشہ حوصلہ دیتی رہیں گی۔

سید حامد نے کلیدی خطبہ میں مولانا کی شخصیت کے کئی پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور کہا کہ ان کی دھیمی آواز میں بھی بڑی گرج ہوتی تھی۔ مولانا کی ذات میں علم و تقویٰ جمع ہوگئے تھے، انھوں نے پوری انسانیت کی فلاح اور معاشرت کی اصلاح پر توجہ دی اور پیام انسانیت کی تحریک کے ایسے نقش چھوڑے جن پر سب کو چلتے رہنا چاہئے۔ اور بھید بھاؤ سے بلاتفریق مذہب و ملت سب سے محبت کرنے کے پیغام پر عمل کرنا چاہئے۔

ممتاز عالم دین مولانا عبد الکریم پاریکھ نے مولانا علی میاں کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ ملک کے خراب حالات میں جو تقسیم کے بعد پیدا ہوئے تھے ان میں مسلمانوں کو بچانے کا کام کرنے والوں میں علی میاں کا نام سرفہرست تھا۔ جنھوں نے امت اسلامی اور عالم اسلامی کے لئے فکر مندی کی چادر اوڑھ رکھی تھی۔

ہندوستان میں ابنائے وطن کے خیالات مسلمانوں کے بارے میں اچھے نہیں تھے۔ جس میں میڈیا کا اور خود ہمارا بھی ہاتھ تھا۔ مولانا کے ساتھ گویا الہامی بات ہوئی کہ پیام انسانیت کا طریقہ اپنایا۔ مولانا پاریکھ نے علی میاں کا لٹریچر پڑھنے اور اپنی سوچ بدلنے پر زور دیا۔ اور کہا کہ کسی بدلے کی بھاؤنا سے کام کرنا غلط ہے۔ ابنائے وطن سے رابطہ قائم کرنا اور ان کو قرآن سے واقف کرانا ضروری ہے۔ یہ امت تو شہادت دینے ہی کے لئے ہے۔ انھوں نے زور دیا کہ علی میاں کی کتابوں کی اشاعت اور ترویج میں حصہ لیا جائے۔ انھوں نے یاد دلایا کہ علی میاں نے پیام انسانیت کے پلیٹ فارم سے بڑے بڑوں کو پکارا تھا اور کہا تھا کہ زمین پر جب فساد ہوتا ہے تو سمجھدار لوگ گھر میں کیوں بیٹھے رہتے ہیں، ظالم کا ہاتھ کیوں نہیں پکڑتے۔ یہ بات انھوں نے شنکر اچاریہ سے بھی کہی اور کہا کہ جس کسی نے ایک انسان کو بھی قتل کیا گویا اس نے ساری انسانیت کا قتل کیا۔ ساری انسانیت ایک امت ہے اور اس کا رب بھی ایک خدا ہے۔

صدارتی تقریر میں مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے سیمینار کو علم دوستی اور قدر دانی کی علامت بتایا اور کہا کہ قوموں کی عزت اُن کارناموں سے ہوتی ہے جو اس کے فرزند انجام دیتے ہیں۔ علی میاں ایک بزرگ اور بڑے عالم تھے جنھوں نے علمی اور مذہبی میدان میں بڑا کام کیا۔ وہ ایک محقق، مؤرخ مقبول خطیب اور کامیاب مصنف مانے جاتے تھے۔ ان کا یہ موقف بھی تھا کہ اپنے ملک کا حق بھی ادا کرتے تھے علمی اور تمدنی ترقی پر زور دیتے تھے، اپنے ملک کو باہری دنیا اور عرب ملکوں میں متعارف کرایا۔ اپنے ملک کے لوگوں کی کوتاہیوں کی طرف پیام انسانیت کے پلیٹ فارم سے توجہ دلائی اور اس کے اچھے اثرات مرتب ہوئے۔ انھوں نے تاریخ کے مطالعہ سے قوموں کے عروج و زوال کو سمجھا تھا اور چاہتے تھے کہ تاریخ کا شاندار ماضی پھر واپس آئے۔ انھوں نے ملک کے حکمرانوں اندرا گاندھی، راجیو گاندھی، وی. پی سنگھ، دیو گوڑا سب کو نصیحت کی کہ ملک میں مختلف مذہب میں ہر ایک کا خیال رکھا جائے، باجپئی جی جب ان کی عیادت کو ندوہ پہنچے تو اگرچہ مولانا ٹھیک سے بول نہیں پا رہے تھے لیکن کسی طرح ان سے کہا کہ ملک تباہ ہو رہا ہے اسے بچایئے، بدعنوانیوں کو ختم کرایئے۔

اس موقع پر ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی نے پروفیسر وصی احمد صدیقی کا تعارف کرایا۔ دہلی یونیورسٹی کے پرو وائس چانسلر پروفیسر سی آر بابو نے افتتاحی جلسے میں مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ اور سفیر سعودی عرب کی توجہ شعبۂ عربی کی طرف مبذول کراتے ہوئے اس کی ترقی میں تعاون کی اپیل کی۔ انھوں نے وائس چانسلر کی طرف سے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ ڈاکٹر محمد نعمان خاں نے شعبۂ عربی کا ایک خاکہ پیش کیا۔ یہ یونیورسٹی ۱۹۲۲ء میں قائم ہوئی تھی سینٹ اسٹیفنس کالج میں عربی مطالعات کا آغاز ہوا۔ سنہ ۱۹۵۹ء میں یہ شعبہ آرٹس

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

منتخب

عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

● منیٰ (مکہ مکرمہ) میں تعمیر کئے گئے دنیا کے سب سے بڑے مشینی مذبح نے اپنا کام کرنا شروع کردیا ہے۔ اس مذبح کی تعمیر پر تقریباً ٧٤ کروڑ سعودی ریال کی لاگت آئی ہے اور یہ پانچ لاکھ مربع میٹر پر قائم ہے۔ اس مذبح کا سارا نظام کمپیوٹرائز ہے اسی نظام کے تحت حاجی صرف پانچ منٹ میں قربانی دینے کے کام سے فارغ ہوسکتا ہے اور پندرہ منٹ میں گوشت کا پیکٹ حاصل کرکے واپس جاسکتے ہیں۔ اس پروجیکٹ میں فی الحال ٤ یونٹس تعمیر کئے گئے ہیں۔

شرعی احکام کے مطابق جانور کو ہاتھ سے ذبح کرنے کے بعد مشین میں ڈال دیا جاتا ہے جانور کی کھال اتارنے کے بعد اس کے مختلف اعضا الگ کرکے پیک کرنے تک کے سارے عمل اٹومیٹک پروگرام کے تحت ہوتا ہے اس میں صرف بکروں کی قربانی ہوتی ہے، بڑے جانوروں کی قربانی قدیم مذبح میں ہوتی ہے۔

● لکھنؤ سے شائع ہونے والا ہندی روزنامہ راشٹریہ سہارا کے مطابق تہلکہ ڈاٹ کام کی وجہ سے پارلیمنٹ کا بجٹ اجلاس کی کارروائی تقریباً ایک ہفتہ نہ ہوسکی جس کی وجہ سے سرکار کو ٥ کروڑ ٩٢ لاکھ ٤٨ ہزار روپیہ کا نقصان ہوا۔ کیونکہ پارلیمنٹ کے ایک گھنٹے کی کارروائی پر ٩ لاکھ ٩٢ ہزار اور ایک دن کی کارروائی پر ٤٧ لاکھ ٥٦ ہزار روپیہ کا خرچ آتا ہے اور ایک منٹ پر ١٦ ہزار ٥٦٨ روپیہ کا صرفہ آتا ہے۔

● سعودی حکومت نے ٢٧ اسلامی ملکوں کے مستحقین افراد اور مہاجرین کو قربانی کا گوشت تقسیم کیا۔

اس سال حج کے دوران منیٰ میں ٦ لاکھ ٣ ہزار ٣ سو ٩٣ بھیڑیں اور ٦ ہزار ایک سو ٣٦ بڑے جانور قربان کئے گئے۔

یہ بات اسلامی ترقیاتی ملک کے صدر نے اخبار کو جاری ایک پریس ریلیز میں بتائی۔

انھوں نے مزید کہا کہ قربانی کے ٦١ ہزار ایک سو ٦٩ جانوروں کا گوشت مسجد الحرام کے قریب رہنے والے غرباء اور منیٰ میں حجاج کو تقسیم کیا گیا۔ اور قربانی کے دو ہزار ٤ سو ٨٨ جانوروں کا گوشت بذریعہ طیارہ دیگر اسلامی ملکوں کو بھیجا گیا۔

● فلسطین کے صدر یاسر عرفات نے فلسطینی پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ فلسطین کو اسرائیلی مظالم سے بچانے کیلئے مداخلت کرے اور اپنی افواج علاقے میں بھیجے انھوں نے عالمی رہنماؤں سے بھی کہا کہ وہ فلسطینیوں کے مصائب پر آج خاموش کیوں ہے جبکہ فلسطینیوں کے علاقوں کی ناکہ بندی کے باعث تقریباً ٣ ارب ڈالر کا نقصان ہوا۔

انھوں نے کہا کہ فلسطینی اسرائیل کی سلامتی کے تقاضوں کو سمجھتا ہے لیکن اسرائیل بھی ہمارے حق کو تسلیم کرے۔ ہم اسی آزاد فلسطینی مملکت کے خواہاں ہیں جس کا دار الحکومت بیت المقدس ہے۔

وہ سجدہ روح زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

قنوج کے قدیم مشہور و معروف کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ و اعلیٰ عطریات "شمامۃ العنبر، عطر گلاب، روح خس، عطر موتیا، عطر حنا، عطر گل، عطر کیوڑہ اس کے علاوہ فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔
ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں۔
فون: ٥٤٤٤٤٢
محمد یٰسین محمد یامین تاجران عطر
ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر۔ قنوج یوپی
آئیڈیل پرفیوم سینٹرز (پرائیوٹ لمیٹڈ) قنوج

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے

● **مولانا نذر الحفیظ ندوی**

(٤)

..یہودی دماغ اور عیسائی وسائل کے گٹھ جوڑ کے نتیجہ میں عالمی سطح پر انسانی معاشرہ کو جو غیر معمولی اور بھیانک نقصانات ہورہے ہیں اور جس طرح شیطان نے میڈیا کو اپنا ترجمان بنا لیا ہے اس کے سنگین اور دور رس اثرات کا تصور کرتے ہی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ ایک مسلمان کی آنکھوں کی نیند اڑ جاتی ہے اور وہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا منظر دیکھ کر بے چین ہوجاتا ہے، لیکن اس کے ساتھ اس کا یہی وہ اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ارحم الراحمین ہی نے اس دنیا کو اب تک کسی بڑی تباہی سے بچا رکھا ہے ورنہ ابلیسی نظام نے قرآنی تعبیر میں ایسی زبردست تدابیر اختیار کی ہیں کہ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے کھسک جائیں وقد مکروا مکرهم وعند الله مکرهم، وان کان مکرهم لتزول منه الجبال۔

استعماری طاقتوں نے برصغیر کے مسلمانوں کو ایک سو سال سے زائد مدت تک خاکستر کرنے پر اپنے سارے وسائل جھونک دیئے۔ ہزاروں علماء اور نوجوانوں کو تختۂ دار پر لٹکا دیا، منظم طور پر نسل کشی کے ساتھ ساتھ تعلیم کے تیزاب میں مسلمانوں کی خودی کو ڈال کر پگھلانے کی زبردست جد و جہد کی۔ اسلامی دنیا کی آزادی کے بعد یہی دونوں مقاصد حکمراں طبقے نے اپنا لئے، عالم اسلام کی سطح پر دیکھیں تو استعماری طاقتوں نے اپنے سارے وسائل مسلمانوں کی نسل کشی اور ان کی ذہنی اقتصادی اور تہذیبی ارتداد پر مرکوز کردی تھیں ان کے جانے کے بعد ان کے جانشینوں نے ان دونوں مذموم مقاصد کی تنفیذ ہی کو اپنا محور قرار دیا اور اب مسلم ممالک کے حکمراں مغربی ملکوں کے تعاون سے مسلمانوں کو ان کے تشخص و امتیاز اور اسلامی شناخت سے محروم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

اسلام کے نام ہی سے دونوں کو زبردست الرجی ہے۔ دنیا میں جہاں کہیں اسلام کی روشنی نظر آتی یا دین و اخلاق کے سوتے پھوٹتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ دونوں طاقتیں ان کے اوپر زبردست بندھ باندھ دیتی ہیں اور اپنے سارے وسائل اس کے خلاف لگا دیتی ہیں تاکہ کہیں سے بھی روشنی نہ آنے پائے اور ہر طرف گھٹا ٹوپ اندھیرے کا راج ہو۔ افغانستان بوسنیا، کشمیر اور چیچنیا کے انسانوں کے ساتھ صرف اس لئے ظلم و وحشت اور درندگی کے کھیل کھیلے گئے کہ وہ مسلمان تھے لیکن اس عالمگیر فساد اور ظلمات بعضها فوق بعض میں بھی نور کی کرنیں اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے، تاریکیوں سے روشنی کی طرف اللہ تعالیٰ ہی لے جاتا ہے إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ کا قرآنی مظاہرہ ہر سرزمین پر ہوتا رہتا ہے۔ گھٹا ٹوپ اندھیرے اور طوفانی ہواؤں میں بھی ایمانی قندیلیں روشن ہوتی رہتی ہیں اور واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون کے مناظر ہر جگہ نظر آتے ہیں۔ ہزاروں مثالوں میں سے چند پیش کی جارہی ہیں۔ یہ یقین دلانے کیلئے کہ ہر سحر خونِ صد ہزار انجم سے پیدا ہوتی ہے اور ہر تاتاری یورش کے بعد کعبہ کو نئے پاسباں مل جاتے ہیں۔

● ایک امریکی شہر میں تبلیغی جماعت باہر سے آئی تھی دو کاروں میں ائیرپورٹ سے تبلیغی مرکز یہ جماعت روانہ ہوگئی، ایک کار پیچھے رہ گئی دوسری کار آگے بڑھ گئی، پیچھے رہنے والی کار راستہ بھٹک گئی، مغرب کی نماز کے لئے وقت تنگ ہونے لگا تو ایک میدان میں گاڑی روک کر یہ جماعت نماز ادا کرنے لگی وہاں موجود کچھ امریکی نوجوان کھیل چھوڑ کر اس عجیب و غریب جماعت کو دیکھنے لگے۔ ان کی حرکات و سکنات اور رکوع و سجود انہیں عجیب سے لگے۔ بعد میں استفسار کیا کہ آپ لوگ کیا کر رہے تھے؟ جماعت والوں نے اسلام کا تعارف سادہ انداز میں کرایا پندرہ بیس منٹ کی اس گفتگو کے بعد تین نوجوان نے اسلام قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی قریبی ہوٹل جاکر انھوں نے غسل کیا، نئے کپڑے بدلے اور اسلام قبول کرلیا۔ جیسے ہی یہ کام ختم ہوا۔ دوسری کار کے لوگ جماعت کی تلاش کرتے ہوئے آگئے — اس طرح یہ قافلہ جب اپنے مرکز پہنچا تو تین نو مسلموں کا اضافہ ہوچکا تھا۔

● مانٹریال (کناڈا) کی ایک پچیس سالہ

(باقی ص١٧ پر)

سوال و جواب

محمد طارق ندوی

س:۔ تعویذ لکھنا یا پہننا درست ہے یا نہیں؟

ج:۔ تعویذ اگر ادعیہ ماثورہ یا آیات قرآنیہ پر مبنی ہے تو ایسے تعویذ کا استعمال درست ہے لیکن احترام کا پورا خیال رکھا جائے۔ اگر ایسے کلمات لکھے گئے ہیں جو قرآنی آیات یا ادعیہ ماثورہ کے تو نہیں ہیں، لیکن اللہ ہی سے استمداد ہے اور غیر اللہ سے استمداد نہیں ہے تو وہ بھی جائز ہیں۔ لیکن اگر تعویذ ایسے کلمات پر مشتمل ہے جس میں غیر اللہ سے استمداد ہے یا شرکیہ کلام ہیں تو ان کا استعمال جائز نہیں۔

س:۔ جن دواؤں میں الکوحل ملی ہوتی ہے کیا شرعاً ان کا استعمال درست ہے؟

ج:۔ علاجاً ان دواؤں کا استعمال درست ہے۔

س:۔ ایصال ثواب کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

ج:۔ ایصال ثواب کا مروجہ طریقہ مثلاً تیجہ دسواں چالیسواں وغیرہ شرعی طریقہ نہیں ہے۔ ایصال ثواب کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن مجید تلاوت کرکے یا صدقہ وخیرات کرکے ثواب حاصل ہو اس کو میت کو پہونچائے۔ اس میں دن تاریخ کی قید اور نام نمود نہیں ہونا چاہیے۔ اگر نام ونمود کی خاطر کرے گا تو ثواب نہیں ملے گا۔

س:۔ کیا غائبانہ نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟

ج:۔ احناف کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھ سکتے ہیں۔

س:۔ کیا تالاب کی مچھلیوں کو اندرون تالاب بیچ سکتے ہیں؟

ج:۔ نہیں! تالاب کی مچھلیوں کو جبکہ تالاب یا پانی کے اندر ہی ہیں نہیں بیچ سکتے ہیں کیونکہ تالاب میں کتنی مچھلیاں ہیں معلوم نہیں ہے۔ اور شرعاً مجہول بیع کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

س:۔ کبھی روپئے چینج (CHANGE) کرانے کی ضرورت پڑتی ہے تو چینج (CHANGE) کرنے والا کہتا ہے کہ کچھ کم تو چینج دیں گے کیا یہ جائز ہے؟

ج:۔ نہیں! کمی زیادتی جائز نہ ہوگی کیونکہ یہ سود ہوجائے گا۔

س:۔ کیا مسجد کی چھت پر امام کے رہنے کے لئے کمرہ بنا سکتے ہیں؟

ج:۔ نہیں! مسجد کی چھت پر امام کے رہنے کیلئے یا کرایہ پر دینے کیلئے کمرہ بنانا درست نہیں ہے

س:۔ بیمہ کمپنی میں ملازمت کرنا شرعاً کیسا ہے؟

ج:۔ بیمہ کمپنی میں (اس کے موجودہ سانچہ میں) ملازمت کرنا جائز نہیں ہے، تنخواہ لینا یا کمیشن پر کام کرنا دونوں ناجائز ہیں۔

س:۔ شادی میں لڑکی والوں کے یہاں بارات لے کر جانا کیسا ہے؟

ج:۔ آج کل بارات کی جو مروجہ شکل ہے جس میں کثیر تعداد میں لڑکی والوں کی عدم رضامندی کے باوجود لوگ جاتے ہیں درست نہیں ہے۔ البتہ اگر بارات گانے بجانے اور دیگر فضولیات سے پاک اور اتنی تعداد ہو جس پر فریقین راضی ہوں تو اس کی گنجائش ہے۔

س:۔ اگر ایک شخص اپنی لڑکی کی شادی میں کچھ لوگوں کو مدعو کرتا ہے تو اس میں مدعوئین کا بیں شریک ہونا کیسا ہے؟

ج:۔ اگر دعوت میں اسراف اور تقریب میں منکرات نہیں ہوں تو شرکت درست ہے۔

س:۔ نکاح کے بعد چھوہارے لٹائے جاتے ہیں یہ شرعاً درست ہے؟

ج:۔ نکاح کے بعد چھوہارے یا کھجور لٹانا یا تقسیم کرنا درست ہے۔

س:۔ کیا سودی رقم سے کنواں یا ہینڈ پائپ وغیرہ لگوا سکتے ہیں؟

ج:۔ سودی رقم رفاہی کاموں میں لگانا درست نہیں ہے، لہٰذا کنواں، ہینڈ پائپ وغیرہ میں لگانا درست نہ ہوگا۔ مذکورہ رقم صرف فقراء کو بلانیت ثواب دے دے۔

س:۔ برتھ ڈے (BIRTHDAY) منانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

ج:۔ برتھ ڈے منانا شرعاً درست نہیں ہے یہ عیسائیوں کی تقلید ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ من تشبہ بقوم فھو منھم کی روایت سے سخت ممانعت واضح ہے۔

س:۔ لاٹری کھیلنا کیسا ہے؟

ج:۔ لاٹری کھیلنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ جوا ہے اور اس کی حرمت بصراحت قرآن مجید میں موجود ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے: إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔

س:۔ کیا آم کے باغ کی بیع بور آنے کے بعد کی جاسکتی ہے؟

ج:۔ آم کے کا ئنات ہونے سے پہلے درختوں پر آم کی بیع وشراء جائز نہیں ہے، بور آنے پر آم کی بیع وشراء درست نہیں ہے۔

س:۔ کیا ہاتھ میں لال دھاگا باندھنا درست ہے؟

ج:۔ ہاتھ میں لال دھاگا باندھنا درست نہیں ہے یہ ہندوانہ رسم ہے اس سے احتراز لازمی ہے من تشبہ بقوم فھو منھم سے ممانعت معلوم ہوتی ہے۔

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کا دورۂ کرناٹک

بنگلور اور میسور کا ایک دعوتی سفر

بقلم: نمائندہ تعمیر حیات

حیدرآباد کے تین روزہ طوفانی دورے کے بعد سفر کا دوسرا مرحلہ بنگلور کے سفر کا تھا۔ وہاں کے مخلصین خصوصاً مولانا مصطفی رفاعی ندوی صاحب کا فون اور فیکس اور خطوط برابر آتے رہے۔ اور اصرار بڑھتا رہا۔ حضرت مفکر اسلامؒ کی وفات کے بعد ابھی تک ان کے جانشین ناظم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب مدظلہ کا سفر نہیں ہوا تھا۔ اس لئے یہ ضروری سمجھا گیا کہ حیدرآباد کے بعد بنگلور کا سفر بھی کرلیا جائے آگے کے مزید پروگرام کی بنا پر وشاکھا پٹنم کا سفر ملتوی کرکے بنگلور کی روانگی کا فیصلہ ہوا چنانچہ حیدرآباد سے ١٩ر فروری کو روانہ ہوکر ٢٠ر کو بنگلور پہونچنا ہوا۔ ٢٠ر فروری سے ٢٣ر فروری تک بنگلور اور میسور کے پروگرام طے کئے گئے۔ اس سفر میں داعی الی اللہ، مفسر قرآن مولانا عبدالکریم صاحب پاریکھ بھی تھے۔ اس لئے مولانا رفاعی صاحب نے اپنے رفقاء ومعاونین کے مشورے سے دونوں حضرات کے بعض پروگرام مشترک اور بعض الگ الگ رکھے تاکہ کم وقت میں ان دونوں بزرگوں سے لوگ زیادہ سے زیادہ استفادہ کرسکیں۔

بنگلور کے اخبارات میں ان دونوں حضرات کی آمد پر جو سہ روزہ پروگرام رکھے گئے ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

آمد وخیر مقدم

جانشین حضرت مفکر اسلامؒ حضرت مولانا شاہ سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم ٢٠ر فروری کی صبح حیدرآباد بنگلور ایکسپریس سے بنگلور تشریف لارہے ہیں قیام دارالعلوم سبیل الرشاد میں ہوگا۔ مفسر قرآن حضرت مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب بھی تشریف لارہے ہیں

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کے پروگرام

٢٠ر فروری سنہ ٢٠٠١ء بروز منگل

- صبح گیارہ تا ایک بجے طلبائے دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور سے خطاب / عصر کی نماز مسجد سلطان شاہ شیواجی نگر بنگلور اور دعاء / بعد نماز مغرب مسجد اسلام آباد بونگدھی بنگلور میں خطاب عام

٢١ر فروری سنہ ٢٠٠١ء بروز چہارشنبہ

- صبح گیارہ تا ایک بجے مجلس ملفوظات / عصر تا مغرب مدرسہ اصلاح البنات بنگلور میں دعاء / بعد نماز مغرب مسجد سر اسماعیل سیٹھ فریزر ٹاؤن میں خطاب عام

٢٢ر فروری سنہ ٢٠٠١ء بروز جمعرات

- صبح ١١ر تا ایک بجے طلبائے دارالعلوم صدیقیہ میسور سے خطاب / بعد نماز مغرب مسجد خاکی شاہ میسور میں خطاب عام

٢٣ر فروری سنہ ٢٠٠١ء بروز جمعہ

- موتی مسجد ٹاسکر ٹاؤن بنگلور میں خطاب جمعہ

حضرت مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب کے پروگرام

٢٠ر فروری سنہ ٢٠٠١ء بروز منگل

- صبح گیارہ تا ایک بجے طلبائے دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور سے خطاب، دوپہر تین بجے تا ساڑھے چار بجے خواتین سے خطاب بمقام انجمن اسلامیہ مدرسہ نسواں کا کبن روڈ بنگلور ١٥ / بعد نماز مغرب مسجد اسلام آباد بونگدھی میں خطاب

٢١ر فروری سنہ ٢٠٠١ء بروز چہارشنبہ

- دوپہر تین تا ساڑھے چار بجے خواتین سے خطاب بمقام مدرسہ اصلاح البنات نیازی روڈ بنگلور ٥ / بعد نماز مغرب مسجد سر اسماعیل سیٹھ میں خطاب

٢٢ر فروری سنہ ٢٠٠١ء بروز جمعرات

- صبح ١١ر تا ایک بجے طلبائے دارالعلوم صدیقیہ میسور سے خطاب دوپہر تین بجے تا ساڑھے چار بجے یتیم خانہ نسواں اشوک روڈ میسور میں

٢٣ر فروری سنہ ٢٠٠١ء بروز جمعہ

- نورانی مسجد الیاس نگر بنگلور ٨٠ میں خطاب جمعہ

بنگلور اور میسور کے یہ سفر بھی حیدر آباد کی طرح دعوتی خطابات اور اجتماعی و انفرادی ملاقاتوں سے بھرے ہوئے تھے وہاں کے اخبارات نے ان تقریروں اور جلسوں کی تفصیلی رپورٹ دی۔ مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہٗ کی شخصیت کے بارے میں ایک تعارفی مقالہ بھی شائع کیا جو ڈاکٹر سید راشد نسیم ندوی کے قلم سے تھا۔ روزنامہ سیاست میں اکبر زاہد نے ایک تفصیلی انٹرویو بھی شائع کیا جو ہم ان کالموں میں افادۂ عام کی غرض سے پیش کر رہے ہیں اس انٹرویو کے علاوہ حضرت کی تقریر کے خلاصے اور اقتباسات بھی اخبارات نے نمایاں طریقے پر شائع کیا۔ یہ اخباری تراشے آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔

شکر ادا کرنے والا، اللہ کا پسندیدہ بندہ ہے

علم غور و فکر و شکر کے راستے پر لے جاتا ہے، سبیل الرشاد میں مولانا رابع ندوی کا خطاب

بنگلور ۲۰؍ فروری (سیاست نیوز) اللہ کے کلام سے زیادہ عظیم کوئی اور کلام نہیں ہے یہ اتنا عظیم کلام ہے کہ یہ زمین اور اس کی فضائیں اس کو برداشت نہیں کر سکتیں اگر پہاڑ پر یہ کلام نازل ہوتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ایسے کلام کو خدا نے حضورؐ پر نازل کیا تاکہ انسان اس کلام سے فائدہ اٹھائے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے دار العلوم سبیل الرشاد کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے ان خیالات کا اظہار کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان اس کی نشانیوں پر غور کرے یہ سارا نظام اللہ کا بنایا ہوا نظام ہے اللہ کی ان بے شمار نعمتوں سے انسان جو فائدہ اٹھا رہا ہے اس کو سمجھے گا تو وہ زبان سے اللہ کا شکر بجا لائے گا۔ اور جو اللہ کا شکر بجا لائے گا وہ اللہ کا پسندیدہ بندہ بنے گا۔ اگر انسان اللہ کی نشانیوں پر غور نہیں کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کو سمجھ نہیں سکے گا۔ اور نہ ہی اس کا شکر بجا لائے گا جس سے خود انسان کا نقصان ہے جو اس کی نشانیوں کا اعتراف کریں گے۔ تو اللہ انھیں معاف کرے گا اور شکر کا صحیح طریقہ عبادت اور اطاعت ہے۔ مولانا نے طلباء سے خطاب کے دوران بتایا کہ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا طریقہ ہمیں علم سکھاتا ہے، علم خود غور و فکر کے راستہ پر چلاتا ہے حقیقت کو سمجھنے کے راستہ پر چلاتا ہے۔ اور اسی علم پر غور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نازل فرمایا اور اسے آسان بنا دیا ہے تاکہ عام انسان بھی سمجھ سکے۔ مولانا نے شکر کے معنیٰ بتاتے ہوئے کہا کہ اپنی زبان سے، اپنے جسم سے اپنے عمل سے اس بات کا اظہار کرنا ہے کہ ہم اللہ کو ماننے والے ہیں۔ انھوں نے طلباء کو اللہ کی آیات پر غور کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے کہا کہ یہی کامیابی کا راستہ ہے۔

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کے خطاب سے پہلے مولانا عبد الکریم پاریکھ نے درس قرآن دیا۔

علماء عصری علوم سیکھنے سکھانے کے خلاف نہیں

——— مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ———

بنگلور۔ ۲۰؍ فروری (منیر احمد) دینی مدارس میں عصری تعلیم پڑھنے پڑھانے کو علماء معیوب نہیں سمجھتے اور نہ ہی وہ موجودہ مسائل اور تقاضوں سے منھ موڑ رہے ہیں۔ جانشین حضرت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے آج یہاں ایک ملاقات کے دوران ان خیالات کا اظہار کیا۔ مولانا نے بتایا کہ دینی مدارس میں پولیٹیکل سائنس، سماجی تعلیم اور انگریزی تعلیم پڑھائی جاتی ہے لیکن اس نصاب کو مستقل طور پر پڑھانے کی سہولت نہیں ہے۔ انھوں نے کہا کہ عصری اور دینی علوم کو ایک ساتھ ملایا نہیں جا سکتا، لیکن علماء عصری تعلیم سیکھنے اور سکھانے کے خلاف بالکل نہیں ہیں۔ ان سے کیا گیا سوال کہ اکثر یہ شکایت عام ہے کہ علماء موجودہ تقاضوں اور چیلنجوں سے منھ موڑ لیتے ہیں؟ مولانا نے کہا کہ ایسا بالکل نہیں ہے۔ چیلنجوں کی نوعیت کے اعتبار سے کام کرنے کی ضرورت ہے، علماء سب کچھ اپنے آپ نہیں کر سکتے اس کے لئے اپوزیشن والے لوگوں کی ضرورت ہے۔ دوسری لائن کی قیادت کو آگے آنے کی آواز دیتے ہوئے مولانا نے بتایا کہ دوسری لائن مسائل کا حل تلاش کرتے کرتے خود آگے آئے گی۔ ایک سوال پر کہ کیا مولانا علی میاںؒ کی کمی محسوس کی جا رہی ہے؟ مولانا رابع ندوی نے کہا کہ یقیناً مولانا علی میاںؒ کی سرپرستی کی کمی شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔ مولانا ہی کی رہنمائی میں کام کرنے کی کوشش جاری ہے۔ ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے کہا کہ ندوۃ العلماء کی پہچان اب بھی وہی ہے۔ اکثر لوگوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ دینی مدارس میں منفی کام ہوتے ہیں سرکاری مقاصد کو نہیں سمجھتے۔ ایسا سوچنا بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ ملک میں جاری مردم شماری کے تعلق سے کئے گئے سوال کا جواب دیتے ہوئے موصوف نے کہا کہ اس کام پر لگنے کارندے اگر صحیح طریقے سے کام کریں گے تو مردم شماری بھی صحیح ہوگی، ورنہ حکومت کو صحیح اطلاع نہیں ملے گی۔ انھوں نے کہا کہ پڑھا لکھا طبقہ بھی ایسے پیچیدہ فارم کو صحیح طریقہ سے بھرتی نہیں کر سکے گا۔ مولانا نے بتایا کہ یہ فارم مرتب کرنے والوں نے کچھ ایسے طریقہ سے فارم تیار کیا ہے کہ عام مسلمان کشمکش میں مبتلا ہیں۔ دراصل ایک خطرناک صورت حال ہے۔

(باقی ص ۹ پر)

مطالعہ کی میز

تبصرے کیلئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے!

● محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

● نام کتاب: سوانح حضرت مولانا محمد عمر صاحبؒ پالنپوری
مؤلف:۔ مولانا مفتی محمد پالنپوری
صفحات: ۳۳۲، سائز $\frac{18\times 22}{8}$ قیمت ۸۰؍ روپئے
ملنے کا پتہ:۔ ادارہ اشاعت دینیات نظام الدین نئی دہلی

دعوت و تبلیغ کے حلقہ میں مولانا محمد عمر پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ وہ فکر الیاسی، دعوت یوسفی اور تدبر انعامی کا حسین امتزاج اور تبلیغی تحریک کے ایک اہم ترجمان تھے۔ ان کی تقریریں قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے مزین ہوا کرتی تھیں جن میں امت کیلئے ہدایت کا بڑا سامان اور پیغام ہوا کرتا تھا۔ اسی طرح وہ خود اپنی ذات میں عابدانہ مخلصانہ اور داعیانہ شان رکھتے تھے۔

مفتی محمد پالن پوری صاحب لائق مبارکباد ہیں جنھوں نے مولانا محمد عمر صاحبؒ کی سوانح پر قلم اٹھایا اور زیر نظر کتاب میں بڑے اچھے اسلوب اور عام فہم انداز میں ان کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے یہ کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے پہلے باب کا عنوان ہے "دعوت و تبلیغ کی بنیاد و تحریک پر ایک نظر" دوسرے باب میں "ولادت و طفولیت اور تعلیم و تربیت" کا تذکرہ ہے۔ "تیسرے باب میں" "میدان دعوت و تبلیغ کا انتخاب اور اپنی قوم سے اس عمل کا آغاز" کا ذکر ہے۔ چوتھے پانچویں، چھٹے، ساتویں اور آٹھویں باب میں "دہلی مرکز نظام الدین میں قیام" اقوال زریں ● افادات علمیہ ● دین اور دعوت ● بیرون ملک کے اسفار اور ● داعی کے اوصاف دلیل و نہار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اس طرح کتاب میں جہاں ایک طرف مولانا موصوف کی سیرت کا تذکرہ ہے وہیں دوسری طرف دعوت و تبلیغ میں لگے ہوئے لوگوں کیلئے بہت سے اقوال و احوال اور اصول و ضوابط بھی بیان کر دیئے گئے ہیں جن میں دعوت و تبلیغ کی وہ اصل روح آ گئی ہے جو ہر طرح کی بے احتیاطیوں اور غلو سے پاک ہے اور دعوت میں لگے ہوئے لوگوں کو اعتدال کے ساتھ کام کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

امید ہے کہ یہ کتاب علمی اور دعوتی حلقہ میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔

● نام کتاب: عبرت انگیز واقعات
مرتب: مولانا محمود حسن غازی القاسمی
صفحات: ۱۶۸، سائز $\frac{18\times 22}{8}$
خوبصورت سرورق، عمدہ کاغذ، بہترین کمپوزنگ
قیمت درج نہیں۔
ملنے کا پتہ: دار الکتاب دیوبند ۲۴۷۵۵۴ (یوپی)

عمدہ حکایات و واقعات انسانی زندگی میں بعض اوقات بہت اچھے نتائج پیدا کر دیتے ہیں۔ اور انسان کی دنیا بدل جاتی ہے۔

زیر نظر کتاب "عبرت انگیز واقعات" میں بہت سے دینی، علمی، اصلاحی ایسے سچے اور مفید واقعات نقل کئے گئے ہیں جن میں عبرت بھی ہے اور نصیحت بھی۔

مؤلف کتاب مولانا محمود حسن غازی القاسمی نے اپنے مطالعہ کے دوران بہت سے واقعات پڑھے اور جن واقعات سے متاثر ہوئے وہ ان کو صفحۂ قرطاس پر رقم کرتے گئے اور ساتھ ہی وجہ تأثر بھی قلم بند کر دیا۔ اس طرح واقعات کا ایک ذخیرہ مع فوائد و نتائج ہو گیا۔ اور اب یہ کشکول عبرت و نصیحت مضمون، عبارت، اور زبان و بیان ہر لحاظ سے اس لائق ہے کہ اہل علم اور عوام و خواص سبھی لوگ فائدہ اٹھائیں۔

امید ہے کہ یہ کتاب مقبول عند الناس ہوگی،

● نام کتاب: دستک، شاعر: قمر رسول پوری
صفحات: ۱۶۰، سائز $\frac{18\times 22}{8}$ قیمت ۳۰؍ روپئے
خوبصورت ٹائٹل، عمدہ کاغذ، بہترین طباعت
ملنے کا پتہ:۔ ادارہ ادبیات عالیہ۔ زین رسول پور ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

قمر رسول پوری اردو کے ایک خوش فکر اور اچھے شاعر ہیں ان کے کلام میں دینی عنصر کے ساتھ ادبیت کی جھلک نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔

"دستک" ان کا ایسا مجموعۂ کلام ہے جس میں حمد و نعت، اور منقبت کے علاوہ بہت سی اچھی نظمیں اور صاف ستھری غزلیں بھی ہیں جنھیں پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ قمر صاحب کی شعر و سخن پر اچھی نظر ہے اور شاعری کی تمام اصناف پر عبور رکھتے ہیں نمونے کے طور پر دو شعر ملاحظہ فرمائیں

خدا کا نام لیکر آندھیوں میں شمع روشن کر
یہ انداز عزائم زندگی میں کام دیتے ہیں

پھر مسئلہ نہ کوئی بھی ہوگا حیات کا
جوڑے رہو گے رب سے جو رشتہ حیات کا

امید ہے کہ شعر و سخن کی دنیا میں یہ کتاب ذوق و شوق کے ساتھ پڑھی جائے گی۔

(بقیہ) درس حدیث

۹۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سائل کو ہر پہلو سے سمجھانا شرط نہیں ہے جیسا کہ اس حدیث میں گذرا حضرت عائشہؓ نے اصل حقیقت کو واضح کیا۔

۱۰۔ سائل کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ اور نہ سمجھنے پر معذور سمجھنا۔

۱۱۔ عیب کا چھپانا اصل ہے خواہ وہ فطری بات ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ آپ نے خوب پاک کرنے کا لفظ استعمال کیا بدبو دور کرنے کا لفظ نہیں استعمال فرمایا۔

۱۲۔ شرم کی باتوں میں سائل کی طرف رخ نہ کرنا جیسا کہ حدیث میں گذرا۔

۱۳۔ معلم کا اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا جیسا کہ ہادیِ اعظمؐ نے فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی تعلیم اور وعظ کا بھی اہتمام فرماتے تھے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی ضرورت و مسائل کے حساب سے ان کو بھی تعلیم و تلقین اور وعظ و نصیحت کا اہتمام فرماتے تھے اپنی بعض مجلس عورتوں ہی کے لئے خاص فرما دیتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں گواہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوگانۂ عید ادا فرمایا۔ خطبہ سے پہلے ابن عباسؓ نے فرمایا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریر فرمائی۔ تقریر ختم ہوئی تو آپ نے محسوس فرمایا کہ عورتوں کو نہیں سنائی دیا۔ چنانچہ آپ عورتوں کے مجمع کے پاس آئے اور ان کو نصیحت کی اور وعظ فرمایا آپ نے ان کو صدقہ کا حکم دیا، حضرت بلالؓ کپڑا پھیلائے ہوئے تھے اور عورتیں انگوٹھیاں، کان کی بالیاں (غرض یہ کہ جس کے پاس جو تھا حضرت بلالؓ کے کپڑے میں ڈال رہی تھیں) (بخاری و مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ کے رسولؐ آپ مردوں ہی کو وعظ و نصیحت فرماتے ہیں۔ ایک دن ہم عورتوں کے لئے مقرر فرما دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اچھا فلاں فلاں دن تم لوگ جمع ہو جایا کرو۔ چنانچہ عورتیں جمع ہوئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اللہ نے آپ کو جو کچھ سکھایا تھا انھیں بتایا۔ پھر فرمایا! تم میں سے جن عورتوں کے تین بچے انتقال کر جاتے ہیں وہ اس کے لئے آگ سے پردہ بن جاتے ہیں، ایک عورت نے سوال کیا دو ہوں تو، دو ہوں تو، دو ہوں تو، آپؐ نے فرمایا۔ دو ہوں تو بھی، دو ہوں تو بھی، دو ہوں تو بھی،

(بقیہ) مضراب اور خار و گل

جا بجا جواہرات کی طرح بکھرے ہوئے ہیں جو نوک پلک سے درست تیکھے اور تیز نشتر کی مانند کام کرنے والے اور تغزل کے رنگ و روغن سے آراستہ ہیں۔"

ان دونوں مجموعوں کی طباعت سفید قیمتی کاغذ، اچھی کتابت، مناسب گٹ اَپ قابل تحسین ہے، البتہ مضراب (مجموعہ) میں جہاں عربی اشعار کو سامنے رکھ کر نظمیں کہی گئی ہیں وہاں محسوس ہوتا ہے کہ صفحہ ۹۱ پر ابن فرضی اندلسی کی دعا میں مصنف کی خطا ہے یا کاتب کی غلطی کہ ابن الفارض کی جگہ ابن فرضی چھپ گیا ہے ابن الفارض سیف الدولہ کے چچازاد بھائی متنبی کے معاصر ایک صاحب دل شاعر تھے جن کا ذکر تاریخ ادب عربی کی ہر کتاب میں موجود ہے ان کے متعدد قصائد اور اشعار راقم کے حافظہ میں بھی موجود ہیں، اگر ابن فرضی کوئی اور ہیں تو ان کا معمولی سا تعارف حاشیہ پر کر دیا جاتا تو میری طرح بہت سے لوگوں کی معلومات میں اضافہ ہوگا۔

(نوٹ:۔ یہ تبصرہ تقریباً ایک سال پہلے لکھا گیا تھا اس کے بعد تبصرہ نگار نے کسی بھی کتاب یا مقالہ یا نظم پر تبصرہ نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے)

حرفِ دانش

جس کے پاس دولت ہو اس کے بہت سے دشمن ہوتے ہیں، اور جس کے پاس علم ہو اس کے دوست ہی دوست ہوتے ہیں۔ (حضرت علیؓ)

آدمی کا مقام

● عبدالقیوم فرقتؔ لکھنوی

ماہ و انجم اُسے کرتے ہیں سلام
کیا سمجھتے ہو آدمی کا مقام
کس کو حاصل ہے اِس جہاں میں دوام
چند روزہ ہے ہر کسی کا قیام
مانتا ہوں کہ کچھ نہیں پھر بھی
ہے عجب چیز زندگی کا نظام
ڈھونڈ لایا ہے اُن کو پردوں سے
جب تصور ہوا ہے محوِ خرام
دل میں اپنے بس اک تمنا تھی
بے رُخی سے سہی کرے تو کلام
کچھ بُرا تو نہیں ہے دنیا میں
موت رکھ لیں اگر حیات کا نام
جس کی فطرت میں ہو کم آمیزی
کیسے فرقتؔ کرے ہر اک سے کلام

رواق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا

سنگِ بنیاد

دینی اور عصری تعلیم کے میدان میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کی خدمات محتاجِ تعارف نہیں، اس نے اپنے قیام کے روز اول سے لیکر اب تک گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے دور نظامت میں اس نے ایک عظیم اسلامی مرکز کی حیثیت حاصل کی نیز اس کے کارکنان اساتذہ اور طلباء اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت کیلئے حتی الوسع برابر کوشاں ہیں۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ہند و بیرون ہند کے طلباء کی ایک بڑی تعداد زیر تعلیم ہے اور ان کی تعداد میں برابر غیر معمولی اضافہ اور قیام گاہوں کی تنگی کے پیش نظر معہد دارالعلوم (جس میں ثانوی درجات کے طلباء کو تعلیم دی جاتی ہے) دو سال قبل دارالعلوم ندوۃ العلماء سے دس کیلومیٹر کے فاصلے پر واقع سکروری (ہردوئی روڈ) لکھنؤ میں ایک وسیع آراضی حاصل کر کے درسگاہوں (درجات) کی تعمیر کرنے کے بعد منتقل کر دیا گیا تھا جس میں ابتدائی درجات کی تعلیم سے ثانوی درجات کی تعلیم تک کا معقول بندوبست ہے۔

لیکن طلباء کیلئے دارالاقامہ کے نہ ہونے کی وجہ سے ایک بڑی کمی محسوس ہو رہی تھی اور جو معہد کی ایک بڑی ضرورت تھی۔

الحمدللہ اس اہم ضرورت کے پیش نظر دارالعلوم ندوۃ العلماء کے عظیم محسن اور مربی مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ (سابق ناظم ندوۃ العلماء) کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب "رواق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ" کا سنگ بنیاد حضرت مولانا عبداللہ عباس ندوی مدظلہ معتمد تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء نے اپنے دست مبارک سے مورخہ ۲۷ر جولائی سنہ ۲۰۰۰ء کو رکھا۔

معہد دارالعلوم ندوۃ العلماء واقع سکروری (ہردوئی روڈ) لکھنؤ کی یہ عمارت چالیس کشادہ کمروں پر مشتمل ہوگی جس کے ہر کمرہ میں دس طلباء سہولت کے ساتھ قیام کر سکیں گے اس کے علاوہ چار نگراں حضرات کیلئے قیام کا بھی بندوبست ہوگا۔ اس طرح "رواق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ" کی پوری عمارت میں چار سو طلباء اور چار نگراں حضرات کے لئے رہائش کی سہولت ہوگی۔ بفضلہ تعالیٰ "رواق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ" کی عمارت کی تعمیر بڑی تیزی کے ساتھ جاری ہے، لیکن موجودہ ہوش ربا گرانی میں تعمیری کاموں بھی ہر اگلے دن میٹریل کا دام اور لیبر چارج بڑھتا جا رہا ہے اور کام بڑا ہے۔ اہل خیر حضرات جن کو اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے ان سے امید کی جاتی ہے کہ اس دارالاقامہ کی تعمیر میں دل کھول کر حصہ لیں گے۔ اور اپنے مرحومین کے نام سے کمرے بنوائیں گے یا کسی ایک حصہ کی تکمیل کا بار اٹھا کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

(ادارہ)